दिनियात

कक्षा ६

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक : नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०७९

मुद्रण :

मूल्य :

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पनि प्रकारका सुझावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुझावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

प्राक्कथन

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामयिक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवम् चारित्रिक गुणको विकास गर्न अधारभूत भाषिक सिपको आवश्यकता पर्छ । साथै विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञान र जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले भाषा तथा कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउन सान्दर्भिक हुने देखिन्छ । यसले सिर्जनशील सिपको विकास गराउनका साथै विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाउन मदत गर्छ । यस सन्दर्भमा सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुझाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासँग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलित गोष्ठी र अन्तर्क्रियाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदर्सा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक **मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ६ को दिनियात विषय** विकास गरिएको छ ।

आधारभूत तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य बुझ्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द तथा वाक्यहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदर्सा शिक्षातर्फको कक्षा ६ को दिनीयात विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन **नजरुल हुसेन**बाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा वै**कुण्ठप्रसाद अर्याल, शेख अलि मञ्जरी मौलना, मौसमी यसमिन, उद्धबराज कट्टेल, उमा बुढाथोकी चिना कुमारी निरौला** लगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापनका लागि उपयोग गर्न सक्छन् । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलापमुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अझै भाषा शैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुझावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

वि. सं. २०७९

دینیات

درجہ ششم

(برائے تجربہ)

حکومت نیپال
وزات تعلیم

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور

حق طباعت: جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: دینیات
مؤلفین: نظر الحسن فلاحی، محمد ثناء اللہ ندوی
صفحات: ۱۴۷
اشاعت: ۲۰۷۷ بکرم سمبت
ناشر: حکومت نیپال، وزارت تعلیم
مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانو ٹھیمی، بھکت پور

عرض ناشر

حکومت نیپال کی شمولیت اور تعلیم سب کے لیے، کی پالیسی کے مطابق وزارت تعلیم کے تحت مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوٹھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ ہشتم تک کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں دینیات کو نمایاں مقام دیا گیا ہے، تا کہ اس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبی ﷺ، سیرت انبیاء وصلحا، اخلاق وعبادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں اور مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم اور دل نشیں انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے۔

مروجہ درسیات کے ذریعہ ایک ہی عقیدے اور مذہب کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات کی ترویج واشاعت اور ملکی ماحول نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کردیا ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے دینیات کا دوسرے مرحلے میں درجہ ششم، ہفتم اور ہشتم تک کا سیٹ تیار کیا جارہا ہے۔ جس کی درجہ ششم کے لیے لکھی گئی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مذکورہ سیٹ کی خصوصیات:

۱۔ زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

۲۔ بچوں کی نفسیات اور دلچسپیوں کا پورا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ دین کا ایک جامع تصور پیش کیا گیا ہے اور ہر پہلو سے متعلق بتدریج معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۴۔ جزوی اختلافات کو حتی الامکان نظر انداز کر کے بنیادی اور متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں، تاکہ طلبہ کے ذہن میں انتشار پیدا نہ ہو۔ استاد حسب ضرورت طلبہ کے مسلک کے مطابق رہنمائی کردیں۔

اس کو مزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہل علم سے آراء اور مشوروں کی امید رکھتے ہیں۔

مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانوڈیہی، بھکت پور

فہرست

نمبر شمار	مضامین		صفحہ نمبر
۱	حمد	نظم	۶
۲	نعت	نظم	۹
۳	توحید		۱۳
۴	شرک		۱۹
۵	تقدیر پر ایمان		۲۶
۶	قرآن مجید		۳۳
۷	اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟	نظم	۴۰
۸	صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالکؒ		۴۴
۹	طہارت کے مسائل		۵۰
۱۰	وضو، غسل اور تیمّم کے مسائل		۵۷

۱۱	نماز کے مسائل		۶۳
۱۲	کسوف اور خسوف کے مسائل		۷۳
۱۳	صدقۂ فطر		۷۸
۱۴	اولاد کے حقوق		۸۴
۱۵	پڑوسی کے حقوق		۹۲
۱۶	سیرت النبی ﷺ		۹۹
۱۷	ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ		۱۰۹
۱۸	حضرت ام سلیمؓ		۱۱۷
۱۹	فقہی اصطلاحیں		۱۲۴
۲۰	دعا	نظم	۱۳۲
۲۱	چند سورتیں		۱۳۵

gunski-NfkWUOkB78c-unspl

سبق(۱)

حمد باری تعالیٰ

سید خالد محسن

ایک کن سے ہی بنائے سب زمین و آسماں
تیری سطوت کل جہاں اور پھر بھی رحمت بے کراں

لا الہ اتنے کرم میں تیرے احساں کیا لکھوں
خلق مجھ کو یوں کیا سجدے میں تھے کروبیاں

آج زندہ ہوں اگر تو موت ہے کل کو اٹل
سائباں تیرا کرم ہو اس جہاں یا اس جہاں

اذن سے تیرے رہوں گا میں بھی سیدھی راہ پر
رنگ غالب بھی رہے تیرا نا چھوٹے آستاں

میں سوالی ہوں خدا تیرے خزانوں سے ملے
عقل کو فکرِ سخن اور عشق کو سوزِ بیاں

نام کا محسن ہوں میں پر در حقیقت تو ہی تو
تو نہ ہو تو دین و دنیا سب رہے گا بے اماں

مشق:

۱- جواب دیجیے:

۱- اس حمد میں اللہ کی جو خوبیاں بیان ہوئی ہیں، ان میں سے دس خوبیاں تحریر کیجیے:

۲- شاعر نے اللہ سے کیا مانگا ہے؟

۳- اس شعر کی مختصر تشریح کیجیے:

لا الہ اتنے کرم میں تیرے احساں کیا لکھوں
خلق مجھ کو یوں کیا سجدے میں تھے کروبیاں

۲- مناسب جوڑے لگائیے:

الف	ب
سطوت	کرم، مہربانی
رحمت	فرشتے
کروبیاں	دبدبہ، شان وشوکت
خاک	ہمیشہ
مرگ	نفع ونقصان
جاوداں	مٹی
سودوزیاں	موت

۳-مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

جہاں، آسماں، رحمت، خلق، سجدہ، آستاں، عقل، دین، دنیا

ہدایات:-

(الف) معلم صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ پڑھ کر سنائیں پھر باری باری طلبہ وطالبات کو بلند آواز سے پڑھنے کے لیے کہیں۔

(ب) طلبہ وطالبات کو زبانی یاد کرائیں۔

(ج) اس بات کو یقینی بنائیں کہ سب طلبہ وطالبات کو سبق سمجھ میں آ گیا۔

☆☆☆

سبق نمبر(۲)

نعت

ماہرالقادریؒ

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے
پامال کیا، برباد کیا، کم زور کو طاقت والوں نے
جب ظلم وستم حد سے گذرے ، تشریف محمد لے آئے
تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چرانے والوں نے
کانٹوں کو گلوں کی قسمت دی، ذروں کے مقدر چمکائے
اللہ سے رشتہ کو جوڑا ، باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا ، طوفاں میں سفینے تیرائے
مظلوموں کی فریاد سنی، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ ُخنک مرحم رکھے، بے چین دلوں کے کام آئے
عورت کو حیا کی چادر دی ، غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے

توحید کا دھارا رک نہ سکا، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے، شیطاں نے ہزاروں بل کھائے

اے نام محمد صلِّ علیٰ، ماہر کے لیے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا، آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

☆☆☆

مشق:

ا۔جواب دیجیے:

ا۔حضرت محمد ﷺ کب تشریف لائے؟

۲۔تہذیب کی شمعیں کس نے روشن کیں؟

۳۔ نبی ﷺ کے آنے سے عورت کو کیا کیا ملا؟

۴۔اس شعر کا مطلب بتایئے:

مظلوموں کی فریاد سنی ، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خُنک مرہم رکھے ، بے چین دلوں کے کام آئے

۲۔درج ذیل الفاظ اور محاوروں کو جملوں استعمال کیجیے:

عداوت، پامال، فریاد، بل کھانا، حد سے گزر جانا، پرچم، غازہ، جوہر چمکانا، کام آنا، آنسو بھر آنا، جاگ اٹھنا،

۳-مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں:

الفاظ	معانی
عداوت	
فتنہ	
سفینہ	

فریاد

شعلہ

گل

شمع

ہدایات:-

(الف) معلم صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ پڑھ کر سنائیں پھر باری باری طلبہ وطالبات کو بلند آواز سے پڑھنے کو کہیں۔

(ب) یہ نعت طلبہ وطالبات کو زبانی یاد کرائیں۔

(ج) اس بات کو یقینی بنائیں کہ سبق جملہ بچوں کی سمجھ میں آ گیا ہے۔

☆☆☆

توحید

توحید یہ ہے کہ اللہ اپنے نام، اپنی ذات اور اپنی صفات میں اکیلا، تنہا اور بے مثال ہے۔ وہی ہے جس نے یہ کائنات اور اس کائنات کی ہر چیز پیدا کی، اس کی پرورش اور دیکھ بھال کر رہا ہے اور نظام کائنات کو بلا شرکت غیر چلا رہا ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہی نفع و نقصان کا مالک ہے۔ عبادت صرف اسی ایک کی کرنی چاہیے۔ اللہ نے اس کائنات کو بنایا ہے۔ اس کے نظام کو تنہا چلا رہا ہے۔ وہ اس کا اکیلا مالک ہے۔ وہ ایک ہی نہیں بلکہ اکیلا اور یکتا ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا

Ahmad\Kaba.jpg not found.

ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے اور نہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ ہر طرح کی کمی و کمزوری سے پاک ہے۔ اس کو کبھی نیند نہیں آتی بلکہ اونگھ تک نہیں آتی ہے۔ وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے اور ہر ایک کی حقیقت جانتا ہے۔ وہ ظاہر کو بھی جانتا اور باطن کا علم بھی رکھتا ہے۔ اس کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی اس کو کسی کے بارے میں معلومات دے۔ نہ کوئی کسی کی شفاعت کرنے والا ہے سوائے یہ کہ اللہ ہی کسی کو اس کی اجازت دے۔ لیکن جس کو بھی عزت افزائی کے لیے یہ اجازت ملے گی، وہ حق اور سچ ہی بولے گا۔ اس کا اقتدار ہر چیز پر ہے۔ کائنات، اس کی ہر چیز اور انسان و جنات کی حفاظت وہ نگہبانی اس کو تھکاتی نہیں۔ وہ سب سے اعلیٰ اور عظمت والا ہے۔

اللہ اس کائنات کا حاکم اور فرماں روا ہے۔ ساری چیزیں اسی کا حکم مانتی ہیں۔ سورج، چاند، ستارے اور سیارے اسی کے حکم سے اپنے اپنے مدار میں اسی کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق گردش کر رہے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اس کے حکم کی مکمل فرماں برداری کرتی ہے۔ اسی کا دیا ہوا دین فلاح ونجات کا ضامن ہے۔

اللہ ہی ہے جس کی عبادت کی جانی چاہیے، جس کا حکم مانا جانا چاہیے، جس سے دعا کی جانی چاہیے اور اس میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ وہی اکیلا ہے جس سے امید کرنی چاہیے، جس سے ڈرنا چاہیے اور اسی سے محبت کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ سے محبت ہو یا ناراضی، کسی کو دینا ہو یا منع کرنا ہو وہ اللہ ہی کے لیے ہو۔ ہر کام اسی کی رضا کے لیے کیا جانا چاہیے۔

اس نے انس وجن، چرند، پرند بلکہ اس کائنات اور اس کی ہر چیز کو تنہا پیدا کیا۔ ان کی پرورش اور نگہبانی کر رہا ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہی ہر ایک کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اس سے بھاگ کر کوئی کہیں نہیں جا سکتا۔ وہ اپنے کام، ذات اور صفات میں یکتا اور بے مثال ہے۔ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ عزت، ذلت، نفع اور نقصان سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

ہم اسی ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اسی سے دعا مانگتے ہیں، اسی سے ڈرتے ہیں،

اسی سے امید رکھتے اوراسی سے محبت کرتے ہیں۔اس نے جو کرنے کو کہا ہے، ہم وہی کرتے ہیں اور جس سے روکا ہے، اس سے رک جاتے ہیں کیوں کہ اس نے جو کرنے کو کہا ہے وہ ہمارے لیے سراسر بھلائی اور خیر ہے اوراسی سے وہ خوش ہوتا ہے۔جس سے وہ خوش ہوگیا وہی کامیاب ہے۔اس نے جس کام سے منع کیا ہے وہ ہمارے لیے نقصاندہ ہے اوراس کے کرنے سے وہ ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ہم اللہ سے ہر حال میں ڈرتے ہیں۔ جواس سے ڈرتا ہے پھر وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔

۱-جواب دیجیے:

۱-توحید کا مفہوم کیا ہے؟

۲-اس کائنات کو کس نے بنایا اوراس کا نظام کون چلا رہا ہے؟

۳-ہمیں ایک اللہ ہی کی عبادت کیوں کرنی چاہیے؟

۴-اللہ کے ایک ہونے کے کیا دلائل ہیں؟

۵-ہمیں کس سے اور کیوں دعا کرنی چاہیے؟

۲-مناسب جوڑے لگائیے:

الف	ب
نفع	پوشیدہ چیز
ظاہر	حکومت
باطن	کھلا ہوا
عظمت	چرنے والا جانور
اقتدار	اڑنے والا
چرند	فائدہ
پرند	بڑائی

۳-خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

اس نے انس و ......، چرند، ...... بلکہ اس کائنات اور ہر چیز کو .... کیا۔ ان کی پرورش اور...... کررہا ہے۔ وہی مارتا اور......۔ وہی ہر ایک کی ....کرتا ہے۔ اس سے بھاگ کر کوئی کہیں نہیں جاسکتا۔ وہ اپنے نام، ذات اور .... میں یکتا اور بے مثال ہے۔ وہ .... سے پاک ہے۔ عزت، ....اور نقصان سب اسی کے ...... میں ہے۔

۴-مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

الفاظ		ضد
توحید	:	....
ناراض	:	....
زندہ	:	....
نقصان	:	....
عزت	:	....
حق	:	....
سچ	:	....

۵-اس سبق کا خلاصہ چند سطروں میں تحریر کیجیے:

۳-مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے:

اکیلا، پرورش، نگہباں، رضا، بےمثال، دعا، کامیاب۔

☆☆☆

سبق (۴)

شرک

اللہ کی ذات، صفات، عبادات یا اس کے حقوق واختیارات میں کسی کو شریک اور حصہ دار بنانا شرک ہے۔ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک بنانے کا مفہوم ہے کہ اسی جیسا ازلی وابدی، قدرت وطاقت رکھنے والا سمجھنا، اللہ کو کسی سے یا کسی کو اللہ کے جیسا قرار دینا، کسی کو اس کی ذات برادری کا سمجھنا یا کسی کو اس کا باپ، بیٹا، بیٹی یا بیوی کہنا ہے۔

صفات میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو صفات کمال اللہ کے لیے جس مفہوم میں مستعمل ہیں۔ مثلاً خلق، تدبیر، قدرت، علم، حکمت وغیرہ ان میں کسی کو ساجھی قرار دینا۔

حقوق واختیارات میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی صفات کمال سے جو باتیں لازم آتی ہیں یا جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ ان میں کسی کو شریک ٹھرانا۔ مثلاً اللہ خالق ہے تو اس

سے لازم آتا ہے کہ تمام عالم میں حکم وانتظام اسی کا ہو۔ اسی طرح خالقیت کے ساتھ تدبیر امر اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ بندگی صرف اسی کی ہو، اطاعت خالص اسی کی ہو، محبت کا حقیقی مرکز وہی ہو، اسی سے امید رکھی جائے، اسی کو حاجت روا سمجھا جائے، اسی سے دعا کی جائے۔

قرآن میں شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے۔ یہ اتنا شنیع اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا کام ہے کہ خود اللہ ذوالجلال والاکرام نے سورۂ نساء، آیت ۴۸ میں فرمایا ہے: "اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھرایا، اس نے بہت بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بہت سخت گناہ کی بات کی"۔ اسی سورۃ کی آیت ۱۱۶ اور ۱۱۷ میں فرمایا ہے: "اللہ کے یہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے، اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے، جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو معبود بناتے ہیں۔ وہ باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں"۔

وہ اتنا طاقتور، ہر کام پر مکمل قدرت رکھنے والا اور صفات کاملہ کا مالک ہے کہ اس کو کسی شریک کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا غیور اور باحمیت ہے کہ وہ شرک کو کسی طور پر برداشت نہیں کر سکتا۔

شرک نہ صرف یہ کہ اللہ کی توہین ہے بلکہ یہ خود شرک کرنے والے کی تذلیل بھی ہے۔ اللہ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا۔ دنیا کی ساری چیزیں ان کے لیے پیدا کیں۔ ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ ان کو بزرگی دی اور مسجود ملائکہ بنایا۔ اس نے کہا کہ تمہارا ظاہر اور باطن، تمہارا عمل اور نیت سب کو میں جانتا ہوں۔ تم مجھ سے دعا کرو میں اسے قبول کروں گا۔ انسان کی اس سے بڑی ذلت کیا ہوگی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی پوجا کرے۔ یا اس سے بھی نیچے گر جائے اور وہ چیزیں جن کو اللہ نے اس کے استعمال اور فائدے کے لیے بنائی ہیں، ان کو بھگوان ماننے لگے۔ یا وہ چیزیں جن کو وہ اپنے ہاتھ سے خود بنائے، جن کو وہ خود بیچے اور خود خریدے، ان ہی چیزوں کے سامنے سجدہ کرے۔ یا وہ چیزیں جو نفع و نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتی ہیں، ان چیزوں کی عبادت کرنے لگے اور ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھ لے۔

اس کائنات کا خالق مالک اور نظام چلانے والا تنہا اللہ ہے۔ جس کی گواہی اس نظام کائنات کا کامل تنظیم کے ساتھ تسلسل سے چلنا ہے۔ اگر ایک سے زائد بنانے اور چلانے والے ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ علم کا حقیقی منبع اللہ ہے۔ اس کے دیے ہوئے علم سے جب انسان کا رشتہ ختم ہو جائے گا تو نہ وہ اللہ کی ذات، اس کی صفات اور حقوق کو معلوم کر پائے گا، نہ اپنے آپ کو، اپنے فرائض و اختیارات کو اور نہ اپنے مقام و مرتبہ کو پہچان پائے گا۔ اسی طرح یہ دنیا اور اس میں اس کے لیے جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے، اس کے مقصد تخلیق کو بھی نہیں جان پائے گا۔ اس حقیقی علم سے محروم انسان ناقص علم، توہّم پرستی اور اپنے

حقیر فوائد کے لیے کبھی ان چیزوں کو ہی معبود بنالیتا ہے جو اس کے فائدے کے لیے اللہ نے بنائی ہیں۔ کبھی ان کے آگے جھک جاتا ہے۔ اسی طرح جس سے خوف محسوس کرتا ہے، اس کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔ تو کبھی محبت میں غلو کر کے اپنے محبوب کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔ اسی لیے ہر طرح کے شرک سے بچنا ہے تو علم حقیقی یعنی اللہ کے علم سے رشتہ جوڑا جائے۔

شرک سے انسان کے اندر توہم پرستی، خود غرضی، کم ہمتی، شقاوت و دنائت، بے غیرتی اور خیانت جیسی مہلک اخلاقی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور شرک کی حالت ہی میں اگر موت آ گئی تو ہمیشہ ہمیش کی جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

☆☆☆

ا۔جواب دیجیے:

ا۔شرک کی تعریف کیجیے:

٢-شرک کے بارے میں اللہ کا کیا فیصلہ ہے؟

٣-شرک کی کتنی قسمیں ہیں؟

٤-انسان شرک میں کب مبتلا ہوتا ہے؟

٥-اگر اللہ کا کوئی شریک ہوتا تو دنیا کے نظام کا کیا ہوتا؟

٦-شرک کیوں نہیں کرنا چاہیے؟

٢۔مناسب جوڑے لگائیے:

الف	ب
قدرت	بندوبست
تدبیر	خراب
حاجت	طاقت
شنیع	ضرورت
غیور	چشمہ/سوتا
حمیت	بہت غیرت کرنے والا

منبع　　　　　شرم

۳-مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

الفاظ		ضد
موت	:	....
ناقص	:	....
اطاعت	:	....
گمراہی	:	....
نفع	:	....
قبول	:	....
مناسب	:	....
سخت	:	....

۴-خالی جگہ پُر کیجیے:

اللہ کے ہاں................شرک ہی کی................نہیں ہے۔اس کے سوا اور سب کچھ................ہوسکتا ہے................وہ................کرنا چاہے۔جس نے ....کے ساتھ کسی کو................ٹھہرایا وہ تو................میں................دور................گیا۔

۵-اس سبق کا خلاصہ چند سطروں میں تحریر کیجیے۔

۶۔رسول اکرم ﷺ کی درج ذیل احادیث کو زبانی یاد کیجیے:

۱- [illegible] نیتوں پر ہے۔

۲- [illegible] دین خیر خواہی کا نام ہے۔

۳- [illegible] دین آسان ہے۔

۴- [illegible] یا آخرت کی کھیتی ہے۔

۵- [illegible] ن مومن کا آئینہ ہے۔

۶- [illegible] م کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

☆☆☆

سبق (۵)

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ آپ اس بات کو دل سے مان لیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے اور جو مستقبل میں ہوگا، ان سب کا علم اللہ کو پہلے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں مفصّل طور پر لکھ رکھا ہے کہ اس چیز کا آغاز وانجام کیا ہوگا؟ یعنی اس کی تمام جزئیات کو بھی اللہ نے لکھ دیا ہے اور لکھنے کا یہ عمل آسمان وزمین اور ان کے مابین جو کچھ ہے سب کی تخلیق سے پہلے ہی مکمل کرلیا گیا تھا۔ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی کے مطابق ہو رہا ہے اور آئندہ جو کچھ ہوگا، وہ بھی اللہ کے لکھے ہوئے کے مطابق ہی ہوگا۔ یہ جو کچھ ہو چکا ہے، ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے، پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور حکمتِ

الٰہی کے عین مطابق وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تقدیر پر ایمان لانے کے لیے چار امور ہیں:

اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کے بارے میں اجمالی اور تفصیلی ہر لحاظ سے ازل سے ابد تک کا علم رکھتا ہے، چاہے اس علم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اپنے افعال کے ساتھ ہو یا بندوں کے اعمال کے ساتھ ہو۔

اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے۔

اس بات پر ایمان کہ ساری کائنات کے امور مشیئتِ الٰہی کے بغیر نہیں چل سکتے، چاہے یہ افعال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہوں یا مخلوقات سے۔ چنانچہ کائنات میں رونما ہونے والے تمام تغیرات اور حرکات وسکنات اللہ کی مشیت ہی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔

اس بات پر ایمان لانا کہ تمام کائنات اپنی ذات، صفات اور نقل وحرکت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اس بارے میں سورۂ فرقان آیت ۲ میں اللہ نے فرمایا ہے:

''اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ان کا اچھی طرح سے اندازہ بھی لگایا۔''

اللہ اس بات پر قادر ہے کہ انسان کی نیتوں اور کوششوں کو دیکھتے ہوئے اور اس کی دعاؤں کو قبول کر کے اپنی لکھی ہوئی تقدیر کو خود بدل دے۔ حدیث میں ہے: "صرف دعا ہی قضا کو ٹال سکتی ہے" اور سورۂ رعد آیت ۳۹ میں اللہ نے فرمایا ہے: ''اللہ اپنے جس لکھے ہوئے

کو چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرما دیتا ہے، اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہے"۔

تقدیر پر ایمان کے بارے میں جو آپ نے پڑھا ہے، وہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ بندے کا اپنے اختیاری افعال میں کوئی بس ہی نہ چلے اور بندہ خود سے کچھ کرنے کے قابل ہی نہ ہو کہ بندے کو کوئی نیکی یا بدی کرنے کا مکمل اختیار نہ دیا جائے۔ خیر و شر کا علم دے کر انسان کو اللہ نے کچھ اختیار اور آزادی دی ہے۔ اس کا استعمال کر کے وہ جو کرے گا اس کا پھل وہ پائے گا۔

یہی ہے تقدیر پر ایمان لانا جو صحابہ کرامؓ اور ہر دور کے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ مختصراً تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات دل سے مانی جائے کہ اللہ نے جو چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ اگر کسی امر کو نافذ کرنے پر تمام انسان و جنات مجتمع ہو جائیں اور اللہ نہ چاہے تو اس کا نفاذ یا یوں کہیے کہ اس کو وجود میں لانا ممکن نہیں اور اللہ جس چیز کو وجود میں لانا چاہے اگر سارے انسان و جنات مل کر اسے روکنا چاہیں تو بھی وہ چیز ہو کر رہے گی اور یہ کہ بندے کی مرضی اللہ کی مشیئت کے تابع و ماتحت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو تمام تفصیلات کے ساتھ قرآن پاک کی سورہ الانسان آیت ۳۰، ۳۱ میں بیان کر دیا ہے۔ "اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہے، بے شک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے اور ظالموں کے لیے

اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

تقدیر پر ایمان لانے کا اثر انسانی زندگی پر یہ پڑتا ہے کہ اس کی نیت میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ ہر کام اللہ پر مکمل بھروسہ اور کامل اعتماد کے ساتھ کرتا ہے اور اپنے کام کو کرنے کے لیے سارے وسائل و ذرائع لگاتے ہوئے ہر ممکن جدوجہد کرتا ہے۔ پھر بھی جزوی یا کلی ناکامی ملے تو وہ بددل یا مایوس نہیں ہوتا، بلکہ اس کو تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر پھر سے نئے منصوبے اور جوش کے ساتھ عمل شروع کر دیتا ہے۔ کامیاب ہونے پر غرور کے بجائے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ وہ ہر کام سنت اللہ کے مطابق کرتا ہے۔ تقدیر پر ایمان لانے والا شخص کسی کو نقصان پہنچانے کا بھی نہیں سوچتا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ اگر نہیں چاہے تو ہم کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ صرف اپنا وقت، صلاحیت اور محنت ضائع کریں گے اور سزا کے مستحق بھی ٹھہریں گے۔

☆☆☆

ایمان مفصل:

[illegible]

میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس پر کہ مرنے کہ بعد دوبارہ اٹھایا جانا ہے۔

[illegible]

ا- جواب دیجیے:

ا- تقدیر پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

٢- تقدیر پر ایمان لانے کے لیے کتنے امور ہیں؟

٣- لوح محفوظ کس کے پاس ہے؟

۴- تقدیر پر ایمان کے انسانوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

۵- تقدیر پر ایمان لانے والا کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا، کیوں؟

۲- [illegible]

حکمت	برباد
قادر	متفق
ضائع	دانائی، عقل
متحد	قابو رکھنے والا
اعتماد	گھمنڈ
جدوجہد	حقدار
غرور	بھروسہ
مستحق	کوشش

۳- [illegible]

تقدیر پر.......... کے بارے میں جو آپ.......... ہے وہ اس بات کے.......... نہیں ہے کہ...... کے اپنے اختیار.......... میں کوئی بس ہی نا چلے اور...... خود سے کچھ کرنے کے ......ہی نہ ہو کہ بندے کو کسی ...... یا...... کرنے کا مکمل ...... نا دیا جائے۔ خیر و...... کا علم دے کر ......کو اللہ نے کچھ...... اور آزادی دی ہے۔ اس کا.......... کر کے وہ جو کرے گا، اس کا...... وہ پائے گا۔

۴۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات اختصار سے دیجیے:

(الف) اگر ہم تقدیر پر ایمان نہ لائیں تو کیا ہوگا؟

(ب) ساری دنیا کے لوگ اگر برا چاہیں اور اللہ نہ چاہے تو کیا ہوگا؟

(ج) ہم اللہ پر مکمل بھروسہ نہ کریں تو کیا ہوگا؟

(د) اللہ تعالیٰ اگر انسان کی آزادی سلب کر لے تو کیا ہوگا؟

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

تقدیر، لوح محفوظ، مخلوق، صحابہ، جنات، نیت، خلوص، بھروسہ، محنت

۶- مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

الفاظ		ضد
مفصل	:	....
آغاز	:	....
تفصیل	:	....
قبول	:	....
خیر	:	....
ممکن	:	....
جزوی	:	....

سبق (٦)

قرآن مجید

انسان کو زمین پر بھیجتے ہوئے اللہ نے فرمایا تھا کہ میں ہدایت و رہنمائی کرتا رہوں گا اور جو میری ہدایت کے مطابق زندگی گذارے گا، وہ کامیاب و کامران ہوگا۔ اسی لیے اللہ نے ہر قوم میں ہادی بھیجا۔ سب سے اخیر میں ساری دنیا اور رہتی دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنا

.ad\Quran.jpg not

آخری نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے مکمل ہدایت نامہ نازل فرمایا۔ اسی الٰہی ہدایت نامہ کا نام قرآن مجید ہے۔

قرآن مجید کلام الٰہی ہے، اسی بنا پر یہ انتہائی محترم و قابل عظمت کتاب ہے۔ اسے رحمت

اللعالمین حضرت محمد ﷺ پر وحی کے ذریعہ اتارا گیا۔ یہ وحی اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام لایا کرتے تھے۔ جیسے جیسے قرآن مجید کی آیات حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوتیں، آپ ﷺ انہیں لکھوا کر محفوظ کر لیتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سناتے اوران آیات کے مطالب ومعانی سمجھا دیتے۔ کچھ صحابہ کرامؓ توان آیات کواسی وقت یاد کر لیتے اور کچھ لکھ کر محفوظ کر لیتے۔ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خودلیا۔ اسی لیے قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے، قرآن میں آج تک کوئی کمی وبیشی نہیں ہوسکی ہے اوراسے دنیا کی واحد محفوظ کتاب ہونے کا امتیاز حاصل ہے، جس کا حقیقی مفہوم تبدیل نہیں ہوسکا اور تمام دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں چھپنے کے باوجود اس کا متن ایک جیسا ہے اوراس کی تلاوت عبادت ہے۔ یہ سب سے آخری کتاب ہے اور سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اب اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے پیش نظر اسے لغوی ومذہبی لحاظ سے تمام عربی کتابوں میں اعلیٰ ترین مقام دیا گیا ہے۔

قرآن میں کل ۱۱۴/سورتیں ہیں، جن میں سے ۸۷/ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ میں نازل ہوئیں اوروہ مکی سورتیں کہلاتی ہیں اور ۲۷/سورتیں مدینہ ہجرت کے بعد نازل ہوئیں اوروہ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ نے تقریباً ۲۳/ برس کے عرصہ میں اتارا۔ نزول قرآن کا یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا جب اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ چالیس برس کے تھے اوران کی وفات تک یعنی سن ۱۱ھ بمطابق ۶۳۲ء تک جاری رہا۔

نبی ﷺ نے اپنے اوپر نازل ہونے والی آیات کو ترتیب کے ساتھ لکھوا کر محفوظ کرلیا تھا۔سینکڑوں صحابہ کرامؓ نے اسی ترتیب سے حفظ کرلیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد صحابہؓ نے اسے مکمل اہتمام وحفاظت کے ساتھ منتقل کیا۔قرآن تاقیامت قابل عمل اور ہر دور کے حالات کا حل پیش کرتا ہے۔قرآن کا سب سے پہلا ترجمہ سلمان فارسیؓ نے کیا۔ یہ سورۃ الفاتحہ کا فارسی میں ترجمہ تھا۔قرآن کو دنیا کی ایسی واحد کتاب کی بھی حیثیت حاصل ہے جو لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو زبانی یاد ہے اور یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، جسے مسلمان روز ہر نماز میں بھی پڑھتے ہیں اور انفرادی طور پر تلاوت بھی کرتے ہیں۔قرآن نے مسلمانوں کی عام زندگی،عقائد ونظریات، فلسفہ اسلامی، اسلامی سیاسیات، معاشیات، اخلاقیات اور علوم وفنون کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت عمر بن خطابؓ کی تجویز پر، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے اور حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کی سربراہی میں قرآن کو مصحف کی شکل میں یکجا کیا گیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کے بعد یہ نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس محفوظ رہا۔

خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ نے جب لہجوں کے اختلاف کی بنا پر قرأت میں اختلاف دیکھا تو حضرت حفصہؓ سے قریش کے لہجہ میں تحریر شدہ اُس نسخہ کے نقل کی اجازت چاہی تاکہ اسے معیار بنایا جائے۔اجازت ملنے کے بعد انہوں نے مصحف کی متعدد نقلیں تیار

کر کے پورے عالم اسلام میں بھیج دیں اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس مصحف کی پیروی کریں۔ان نسخوں میں سے ایک نسخہ انہوں نے اپنے پاس بھی رکھا۔ یہ تمام نسخے اب مصحف عثمانی کہلاتے ہیں۔

قرآن رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کا معجزہ ہے اور اس کی آیتیں تمام انسانوں کے سامنے یہ چیلنج پیش کرتی ہیں کہ کوئی اس کے مثل نہیں بنا سکتا، نیز یہ قرآن ہادی اعظم حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل بھی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والے الٰہی ہدایت نامے کی تکمیل اور اختتام بھی ہے۔قرآن کی تشریحات کو اسلامی اصطلاح میں تفسیر کہا جاتا ہے جو مختلف زبانوں میں کی جاتی رہی ہیں۔قرآنی تراجم دنیا بھر کی اہم زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

قرآن کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کی تلاوت کرے،اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھے، اس کے نواہی سے بچے، اس کے اوامر پر عمل کرے اور اس کے پیغام کو ہر انسان تک پہونچائے۔اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔آمین!

☆☆☆

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱-قرآن کیا ہے؟

۲-قرآن میں کل کتنی سورتیں ہیں اور یہ کتنے سالوں میں نازل ہوا؟

۳-قرآن کو اللہ نے کیوں نازل فرمایا؟

۴-قرآن کی پانچ خصوصیات تحریر فرمایئے:

۵-قرآن کا ہر مسلمان پر کیا حق ہے؟

۶۔قرآن کو مصحف کی صورت میں یکجا کیے جانے کے بارے آپ اپنی معلومات تحریر کیجیے۔

۷۔مکی اور مدنی سورتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲-مناسب جوڑے لگایئے:

الف	ب
ہدایت	وہ جسے قربت حاصل ہو
مقرب	خوش بیانی
فصاحت	رسول اللہ ﷺ کے ساتھی
بلاغت	رہنمائی

صحابی	کتاب/مکتوب
مصحف	فصیح وبااثر کلام
نسخہ	اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب

۳- [illegible]

قرآن کا ہر .... پر حق ہے کہ وہ اس کی ..... کرے، اس کے ...... اور مفہوم کو ....، اس کے نواہی سے................، اس کے ...... پر عمل کرے اور اس کے................کو ہر...........تک پہونچائے۔ اللہ ہم سب کو اس کی ....دے۔ آمین!

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

حفاظت، اوامر، اختتام، قرآن، تلاوت، ترتیب، نماز، مثل،

۵- مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

الفاظ		ضد
ہدایت	:	....
آخری	:	....
تصدیق	:	....
اعلیٰ	:	....
انفرادی	:	....

اختلاف : ....

۶-اس سبق کا خلاصہ چند سطروں میں تحریر کیجیے:

☆☆☆

سبق (۷)

اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

کلامِ رب کے مطالب بیان کیا کرتے
صحیح کیا ہے؟ اسی فکر میں رہا کرتے
جو دل میں آتا وہ تفسیر کر لیا کرتے
خدا کے بندوں کو فتنوں میں مبتلا کرتے

رسولؐ ، دینِ خدا کا اگر نمونہ تھے
صحابہؓ ، دیکھنے والے تھے اس نمونہ کے
نبیؐ کا اسوہ نہ پاتے جو ہم صحابہؓ سے
خدا کے حکم کو پھر کس طرح ادا کرتے!

اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟
خدا کا شکر کہ اس نے رسولؐ کو بھیجا

رسول ہی سے صحابہؓ نے دین پایا تھا
ہو ان پہ رحمت پروردگار کا سایہ

نبیؐ کی بات جو محفوظ کرلیا کرتے
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

اس سبق کو زبانی یاد کرانے کے ساتھ ساتھ طلبہ کو حدیث کا اختصار کے ساتھ تعارف بھی کروادیں۔

Ahmad\Ahadis.jpg not found.

۱-   اس نظم کا خلاصہ اپنی زبان میں تحریر کریں۔

۲-   مندرجہ ذیل کلمات کے معنی لکھیں۔

کلام، صحیح،فتنوں، اسوہ، محفوظ، حدیث

۳۔درج ذیل سوالوں کے جواب تحریر کریں۔

۱-حدیث کسے کہتے ہیں؟

۲-صحابہ کسے کہتے ہیں؟

۳-اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم کیا کرتے ؟

۴-کیا رسول ﷺ کی پیروی کرنا لازمی ہے؟

۵-ہمارے رسول ﷺ کا نام کیا ہے اور انکی والدہ محترمہ کا نام کیا ہے؟

۴۔مندرجہ ذیل شعر سے آپ نے جو سمجھا ہو تحریر کیجیے:

''رسولؐ، دین خدا کا اگر نمونہ تھے
صحابہؓ، دیکھنے والے تھے اس نمونہ کے''

۵-مناسب جوڑے لگائیے:

کلام رب	حضرت محمدؐ کے پیارے ساتھی
صحابہ	رب کی بات

مطالب	پرورش کرنے والا
پروردگار	مقاصد،مرادیں

۶۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

فکر، صحیح، حکم، رسول، بندہ

☆☆☆

سبق (۸)

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالکؒ

صحیح بخاری

صحیح بخاری کا اصل نام الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه و ايامه ہے، جو صحیح البخاری کے نام سے مشہور ہے یہ مسلمانوں کی سب سے مشہور حدیث کی کتاب ہے، اس کو امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے سولہ سال کی مدت میں بڑی جانفشانی اور محنت کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے احادیث جمع کیا ہے۔ اس کتاب کو ایک خاص مرتبہ وحیثیت حاصل ہے اور اس کو چھ امہات الکتب (صحاح ستہ) میں اول مقام

حاصل ہے، خالص صحیح احادیث کی پہلی کتاب شمار ہوتی ہے۔اسی طرح قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب مانی جاتی ہے۔ صحیح بخاری کا شمار کتب الجوامع میں بھی ہوتا ہے، یعنی ایسی کتاب جو اپنے فن حدیث میں تمام ابواب عقائد، احکام، تفسیر، تاریخ، زہد اور آداب وغیرہ پر مشتمل اور جامع ہو۔صحیح بخاری میں احادیث کی کل تعداد 9086 ہے۔ یہ تعداد ان احادیث کو شامل کر کے ہے جو ایک سے زیادہ مرتبہ وارد ہوئی ہیں۔ایک سے زیادہ تعداد میں وارد احادیث کو اگر ایک ہی تسلیم کیا جائے تو احادیث کی تعداد 2761 رہ جاتی ہے۔

s\user\OneDrive\Deskto Ahmad\Bukhari.jpg not found.

اس کتاب نے امام بخاری کی زندگی ہی میں بڑی شہرت و مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو تقریباً ستر ہزار سے زائد لوگوں نے ان سے پڑھا اور سماعت کی، اس کی شہرت اس زمانہ میں عام ہوگئی تھی۔

ہر چہار جانب خصوصاً اس زمانے کے علما میں اس کتاب کو توجہ اور مقبولیت حاصل ہوگئی تھی۔ چنانچہ بے شمار کتابیں اس کی شرح، مختصر، تعلیق، مستدرک، تخریج اور علومِ حدیث وغیرہ پر بھی لکھی گئیں، یہاں تک کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کی شروحات کی تعداد بیاسی سے زیادہ ہوگئی تھی۔

صحیح مسلم

صحیح مسلم ایک اہم حدیث کی کتاب ہے، صحیح بخاری کے بعد دوسری سب سے صحیح کتاب مانی جاتی ہے۔ یہ کتاب کتب الجوامع میں شمار ہوتی ہے، یعنی اس میں حدیث کے تمام ابواب عقائد، احکام، آداب، تفسیر، تاریخ، مناقب، رقاق وغیرہ پر مشتمل ہے۔

.rs\user\OneDrive\Desktop
Ahmad\Musalim.jpg not
found.

اس کتاب کو ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں ان صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن کی صحت پر علما و محدثین کا اتفاق ہے۔ چنانچہ صرف مرفوع روایات کو نقل کیا گیا ہے، معلق، موقوف اور اقوال علما اور فقہی آرا وغیرہ کو شامل نہیں کیا ہے۔ اس کتاب کو تقریباً پندرہ سال میں مرتب کیا اور اس میں تین ہزار سے زائد احادیث کو بغیر تکرار کے جمع کیا ہے اور یہ احادیث ان کی حفظ کردہ تین لاکھ احادیث سے چنندہ ہیں۔

مؤطا امام مالکؒ

موطأ امام مالکؒ حدیث کی ایک ابتدائی کتاب ہے جس کو مشہور عالم دین مالک بن انس بن مالک بن عمر نے جمع کیا۔ موطأ کے مصنف کا پورا نام ابوعبداللہ مالک بن انس بن ابی عامر الاصبحی الحمیر ی ہے۔ ان کی تاریخ ولادت میں 90ھ سے 97ھ تک کے مختلف اقوال ہیں۔ ان کی وفات ربیع الاول 179ھ کو مدنیہ منورہ میں ہوئی۔ امام مالک فقہ اور حدیث مین

اھل حجاز بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے امام ہیں۔ "الموطأ" حدیث کے متداول اور معروف مجموعوں میں سب سے قدیم ترین مجموعہ ہے۔ موطأ سے پہلے بھی احادیث کے کئی مجموعے تیار ہوئے اور ان میں سے کئی ایک اج موجود بھی ہیں لیکن وہ مقبول اور متداول نہیں ہیں۔ موطأ کے لفظی معنی ہے، وہ راستہ جس کو لوگوں نے پے در پے چل کر اتنا ہموار کر دیا ہو کہ بعد میں آنے والوں کے لیے اس پر چلنا آسان ہو گیا ہو۔

s\user\OneDrive\Deskt Muwatta_El_Imam_Mal not found.

جمہور علما نے موطأ کو طبقات کتب حدیث میں طبقہ اولی میں شمار کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے روئے زمین پر موطأ امام مالک سے زیادہ کوئی صحیح کتاب (کتاب اللہ کے بعد) نہیں دیکھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ موطا کے بارے میں لکھتے ہیں " فقہ میں موطا امام مالک سے زیادہ کوئی مضبوط کتاب موجود نہیں ہے"

موطا میں احادیث کی تعداد کے بارے میں کئی روایات ہیں اور اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے اپنی روایات کی تہذیب اور تنقیح برابر جاری رکھی لہذا مختلف اوقات میں احادیث کی تعداد مختلف رہی۔

☆☆☆

مشق

۱۔جواب دیجیے:

۱۔صحیح بخاری کا اصل نام کیا ہے؟

۲۔صحیح بخاری کو کس نے جمع کیا؟

۳۔صحیح بخاری کو لکھنے میں کل کتنے سال لگے؟

۴۔صحیح بخاری میں کل کتنی احادیث ہیں؟

۵۔صحیح مسلم کا شمار کتاب الجوامع میں کیوں ہوتا ہے؟

۶۔صحیح مسلم کو کس نے جمع کیا؟

۷۔صحیح مسلم میں کن احادیث کو جمع کیا گیا ہے؟

۸۔مؤطا کے لکھنے والے کا مکمل نام کیا ہے؟

۹۔امام مالکؒ کی وفات کب ہوی؟

۱۰۔مؤطا کا لفظی معنی کیا ہے؟

۲۔مناسب جوڑ لگایئے:

جانفشانی	تاریخ لکھنے والا
مشتمل	خوبیاں، بھلائیاں
مقبولیت	قبولیت، اجابت

مؤرخ	محنت،کوشش
مناقب	شامل،شریک
معروف	مروج
چنندہ	مشہور
متداول	درجہ
مرتبہ	کھول کر کہنا
شرح	منتخب

۳۔خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

امام شافعی .... ہیں کہ میں نے روئے زمین پر...... ... مالک سے زیادہ کوئی ...... کتاب (کتاب اللہ کے بعد) نہیں ......۔حضرت شاہ ولی اللہ ... کے بارے میں لکھتے ہیں" ... میں موطا امام ...... سے زیادہ کوئی مضبوط ... موجود ... ہے۔"

طہارت کے مسائل

طہارت کے لغوی معنی صفائی و پاکیزگی کے ہیں۔ فقہی اعتبار سے حدث اور نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔

مختلف چیزوں کی نجاست مختلف طریقوں سے دور کی جاتی ہے:

✍⑦✓■✢ زمین اگر ناپاک ہوجائے تو پانی بہادینے سے وہ پاک ہوجاتی ہے، اسی طرح وہ اس قدر خشک ہوجائے کہ وہاں نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو بھی زمین پاک ہوجاتی ہے۔

کپڑے میں نجاست لگ جائے تو اس کو اس طرح دھونا ضروری ہے کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

۳۔ چیزیں جمی ہوئی ہوں اور ان میں نجاست گر جائے تو اتنی سی چیز نکال کر پھینک دیا جائے جتنے میں اس کا کسی قسم کا کوئی اثر محسوس کیا جائے، لیکن پگھلے ہوئے گھی یا تیل میں نجاست گر جائے تو وہ پورا کا پورا ناپاک ہو جائے گا۔

۴۔ جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اسے ہر قسم کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

۵۔ قسم کی دوسری چیزوں کی طہارت کے لیے ان پر لگی نجاست کو اس طرح صاف کر دینا کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

۶۔ جوتے کو اگر نجاست لگ جائے اور وہ خشک ہو تو زمین پر رگڑ کر صاف کر لینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۷۔

طہارت حاصل کرنے کے لیے اصل ذریعہ پانی ہے لیکن ہر پانی سے پاکی حاصل نہیں ہوتی بلکہ کبھی پانی خود ناپاک ہو جاتا ہے۔

اس طرح پانی کی درج ذیل صورتیں ہوتی ہیں:

مطلق پانی طاہر ومطہر ہوتا ہے، چاہے وہ بارش کا پانی ہو یا زمین سے نکالا گیا پانی ہو، اسی طرح سمندر اور دریا کا پانی بھی طاہر ومطہر ہوتا ہے۔

وہ پانی جس میں کوئی ناپاک چیز مل جائے لیکن اس کا رنگ، بو اور مزہ میں کوئی تغیر اور تبدیلی واقع نہ ہو تو وہ پانی پاک ہوگا اور پاکی حاصل کرنے کے لائق بھی ہوگا۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی تبدیل ہو جائے تو ایسی صورت میں پانی تو بذاتِ خود پاک رہے گا، مگر اس سے پاکی حاصل نہیں کی جا سکے گی۔

Ahmad\Taharat.jpg not found.

ت گرنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ کہ پانی میں نجاست گرنے کی وجہ سے رنگ، بو یا مزہ میں سے کوئی چیز بدل جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔ دوسری صورت یہ کہ ان میں کوئی چیز تبدیل نہ ہو اور پانی دو بڑی بالٹی سے زیادہ ہو تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا اور کم ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

ہ پانی ہے جو وضو اور غسل میں استعمال ہو چکا

ہو۔ یہ پانی پاک تو ہے لیکن اس سے دوبارہ پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی ہے۔

☜ حلال جانور، خچر، گدھے، شکاری پرندہ اور بلی کا جھوٹا طاہر ومطہر ہے۔ سور، کتّے اور درندے کا جھوٹا ناپاک ہے۔

۸۔ رفعِ حاجت یعنی پیشاب وپاخانہ بیت الخلاء میں کریں۔ اگر مجبوراً میدان میں جانا پڑے تو لوگوں کی نظروں سے دور ایسی جگہ کا انتخاب کریں، جہاں لوگ بیٹھتے نہ ہوں یا لوگوں کی گذرگاہ نہ ہو۔ جگہ کے انتخاب میں اس بات کا بھی خیال رہے کہ پیشاب وپاخانہ کے چھینٹے بدن پر نہ پڑیں۔ اسی طرح قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ نہیں کرنا چاہئے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھنا چاہیے، اس کے بعد دُعا پڑھنی چاہیے

بیت الخلاء سے نکلتے ہوئے دایاں پاؤں باہر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں

میں پیشاب وپاخانہ کرنا سخت منع ہے۔

استنجاء پانی سے کرنا چاہئے، پانی نہ ہونے کی صورت میں ٹوائلٹ پیپر، مٹی، پتھر یا کسی ایسی چیز سے جس سے نجاست دور ہو جائے اور تکلیف نہ ہو استنجاء کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اگر میسر ہو تو پانی سے بھی استنجاء کرلیں۔ اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین میں رگڑ کر یا صابن سے اچھی طرح دھولیں حتی کہ اس میں بد بو نہ رہے۔

۱- جواب دیجیے:

(الف) طہارت کسے کہتے ہیں؟

(ب) زمین، بدن یا کپڑا اور جوتا میں نجاست لگ جائے تو کیسے پاک کیا جاسکتا ہے؟

(ج) طاہر و مطہر پانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(د) رفع حاجت کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟

(د) بیت الخلاء میں داخل ہونے اور اس باہر نکلنے کی دعا تحریر کیجیے۔

۲- درجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

نجاست ....

حدث ....

مضر ....

مستحسن ....

تمثیل ....

مطہر ....

رفع حاجت ....

استنجاء .... سے کرنا چاہئے، پانی نہ ہونے کی............ میں ٹوائلٹ پیپر، ......، پتھر یا کسی ایسی چیز سے جس سے............ دور ہو جائے اور تکلیف نہ ہو استنجاء کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اگر میسر ہو تو ...... سے بھی استنجاء کر لیں۔ اس کے بعد اپنا......زمین میں رگڑ کر یا............ سے اچھی طرح............ حتی کہ اس میں بدبو نہ رہے۔

۴-مناسب جوڑے لگائیے:

طہارت	سوکھا
خشک	استعمال کیا ہوا
تغیر	پاکی
مستعمل	تبدیل حالت
میسر	دستیاب

۵۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

دباغت، ندی، تیمّم، جھوٹا پانی، استنجاء، سمندر، شکاری

۶۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

صفائی ....

ناپاک ....

مرده ....

حلال ....

بدبو ....

☑☑☑

سبق (۱۰)

وضو، غسل اور تیمّم کے مسائل

وضو طہارت حاصل کرنے کا وہ عمل ہے جو نماز پڑھنے، قرآن مجید چھونے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لیے فرض ہے۔

سب سے پہلے وضو کی نیت کریں پھر دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں، تین بار کلی کریں، تین بار ناک میں پانی ڈال کر صاف کرلیں، تین بار چہرہ دھوئیں، اس کے بعد پہلے دایاں ہاتھ تین مرتبہ کہنیوں تک دھوئیں پھر تین مرتبہ بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں، پھر سر کا مسح کرلیں اور پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں تین بار ٹخنوں تک دھوئیں۔

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔

☆ چہرہ کا دھونا

☆ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا

☆ سر کا مسح کرنا

☆ دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔

...ser\OneDrive\Des...
...hmad\Wazu.jpg not found...

☆ بسم اللہ پڑھنا

☆ مسواک کرنا

☆ مسح کے علاوہ ہر عمل تین تین بار کرنا

☆ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا

☆ داڑھی میں خلال کرنا

☆ یہ عمل دائیں سے شروع کرنا

☆ تمام اعضاء کو مل مل کر دھونا

☆ ہر عمل ترتیب وار و تسلسل کے ساتھ کرنا

☆ کانوں اور گردن کا مسح کرنا

☆ پانی کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا

☆ وضو کے بعد دعا کرنا

☆ وضو کے بعد کم از کم دو رکعت نماز پڑھنا

[illegible]

غسل کبھی واجب اور ضروری ہوتا ہے اور کبھی مسنون اور مستحسن ہوتا ہے۔

[illegible]

غسل کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:

☆ غسل کی نیت کرنا

☆ تمام اعضاء کا دھونا

[illegible]

اس کی سنتیں درج ذیل ہیں۔

☆ تین مرتبہ ہاتھ دھونا

☆ شرم گاہ اور نجاست دھونا

☆ وضو کرنا

☆ سر پر تین مرتبہ پانی ڈالنا اور سر کا خلال کرنا، اس طرح کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہونچ جائے البتہ عورت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ سر کے بالوں کی چوٹی کھولے۔

☆ پورے بدن پر پانی بہانا

☆ پہلے دائیں پھر بائیں اعضاء دھونا اور پورے بدن کو ملنا۔

)(■ ⊂ ➲✞ جب انسان پر غسل فرض ہو یا وضو فرض ہو اور اس کو پانی نہ ملے یا کسی وجہ سے پانی کا استعمال مضر یا مہلک ہو تو وہ پاک ہونے کے لیے تیمّم کرے گا۔ جس تکلیف کی وجہ سے اس نے تیمّم کیا اگر وہ دور ہو جائے تو تیمّم ختم ہو جاتا ہے۔

)(■ ⊂ ➲ ✞

☆ تیمّم کی نیت کرنا ☆ بسم اللہ پڑھنا

☆ پھر دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارے اگر اس میں دھول لگی ہو تو اس کو پھونک مار کر جھاڑ دے اور انہیں اپنے چہروں اور دونوں کلائیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیر دے۔

☆☆☆

مشق

۱- جواب دیجیے:

(الف) وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

(ب) وضو کے فرائض کتنے ہیں؟

(ج) غسل کے فرائض اور سنتیں کیا کیا ہیں؟

(د) تیمّم کسے کہتے ہیں؟

(ہ) تیمّم کا طریقہ بتانے کے ساتھ یہ بھی بتائیں کہ وہ کب ختم ہو جاتا ہے؟

۲- درجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے۔

مضر ....

مستحسن ....

تمثیل ....

خلال ....

طواف ....

نیت ....

تسلسل ....

مہلک ....

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملے میں استعمال کیجیے:

کلائی، ٹخنہ، تیمّم، وضو، غسل، چڑیا، سنتیں

☆☆☆

ہدایات:

اساتذہ طلبہ و طالبات کو وضو اور تیمّم کی عملی مشق کروائیں۔باقی امور تمثیل سے ایسے سمجھائیں کہ اس کی عملی شکل ان کے ذہن نشین ہو جائے۔

سبق (۱۱)

نماز کے مسائل

نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے، پانچ وقت کی نماز ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے۔

بے شک نماز اپنے مقررہ وقت میں مسلمانوں پر فرض ہے۔ نمازوں کے اوقات کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر نہ ہو جائے۔ دوسری رائے یہ بھی ہے کہ ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل نہ ہو جائے۔

عصر کی نماز کا وقت ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد سے شروع ہو کر سورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔

مغرب کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہونے سے شروع ہو کر شفق کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔

عشاء کی نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد سے شروع ہو کر تہائی یا آدھی رات تک رہتا ہے۔

درجہ ذیل شرائط ہیں، جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ نماز کا وقت ہو جائے، کیوں کہ نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

۲۔ دوسری شرط وضو ہے، بغیر اس کے نماز نہیں ہو سکتی۔

۳۔ ی پر نماز پڑھی جائے گی، اس کا اور اسی طرح بدن اور کپڑے کا پاک ہونا نماز کے لیے ضروری ہے۔

۴۔ نماز کے لیے ستر کا چھپانا ضروری شرائط میں سے ہے۔

۵ کے لیے نماز میں قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

نماز کے چند فرائض ہیں، جن میں سے ایک بھی کرنے سے رہ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ وہ فرائض درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر شرعی کام کے لیے نیت ضروری ہے اور نماز کے لیے بھی نیت کرنا فرض ہے۔

۲۔ تکبیرِ تحریمہ: نماز شروع کرتے وقت نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہنا فرض ہے۔

۳۔ شخص کھڑا ہوسکتا ہو، اس کے لیے فرض نماز میں کھڑا ہونا فرض ہے۔

Ahmad\Qyam.jpg not found.

۴۔ قرآن مجید سے کم از کم چھوٹی تین آیات یا بڑی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔

۵۔ رکوع کرنا فرض ہے۔

Ahmad\Ruku.jpg not found.

✐⊗⇚✓ ↗✞کوع سے سیدھا کھڑا ہونا فرض ہے، البتہ حنفیہ کے نزدیک یہ واجب ہے۔

۷۔**قعدہ اولی**: دو سجدے اور اس کے درمیان بیٹھنا فرض ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض نہیں ہے۔

۸ ⊗ ☟② ⊭❁↗■⑥ ⊭✞سری اور آخری رکعت میں بیٹھنا فرض ہے۔ایک رائے یہ بھی ہے کہ دوسری رکعت میں بیٹھنا واجب ہے، بلکہ ائمہ کے نزدیک سنت ہے۔

Ahmad\tashhud.jpg not found.

۹۔ ⑨○☝✞

نماز کے اختتام پر نماز سے نکلنے کے لیے ☪❁☒⑩⌑○☝ ◷ ⌑☜■⌑ ☍⌑ کہ ⇨⊾⑤◆

فرض ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک ☪❁☒⑩⌑○☝ ◷ ⌑☜■⌑ ☍ کہ ⇨⊾⑤◆ ☪❁☒⌑ ↗

واجب ہے۔

۱۰۔ نماز کا اسی ترتیب سے پڑھنا فرض ہے جس ترتیب سے نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے۔

۱۱ کا اعتدال اور اطمینان سے پڑھنا فرض ہے مگر حنفیہ کے نزدیک یہ شرط ہے۔

سنتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تکبیر اولیٰ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا سنت ہے۔

ہاتھ کہاں رکھا جائے؟ اس سلسلہ میں سلف صالحین کے تین مسلک ہیں۔ سینے پر ہاتھ رکھنا، ناف کے اوپر ہاتھ رکھنا اور ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا۔

نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سات دعائیں منقول ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے پہلے مسنون ہے۔

۵۔ نمازی کے لیے مسنون ہے کہ سورہ فاتحہ کے ختم ہونے پر آمین کہے۔

۶۔ جمعہ اور فجر کی دونوں رکعتوں میں، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی صرف پہلی دو رکعتوں میں

اور سنتوں ونوافل کی ساری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ یا قرآن کے کسی حصہ کا پڑھنا مسنون ہے۔

ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت سے اٹھتے وقت ہے

۸۔ رکوع میں جھکنے اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے فرض ادا ہوجاتا ہے۔ لیکن رکوع میں کمر سیدھی رکھنا، گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنیوں کو بدن سے دور رکھنا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے انگلیوں کو پھیلا اور کھول کر رکھنا مسنون ہے۔

۹۔ رکوع میں " ہے۔

سے اٹھتے وقت

سیدھا کھڑے ہوکر ہے۔

۱۱۔ سجدہ میں جانے اور اٹھنے کی ہیئت: سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھے جائیں پھر ہاتھ۔ سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے ہاتھ زمین سے اٹھائے جائیں پھر گھٹنے۔ بعض ائمہ کی دوسری رائے اس کے بالکل برعکس ہے۔

سجدہ بدن کے آٹھ حصوں پر کیا جاتا ہے۔ ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کی انگلیاں۔ سجدہ میں بازوؤں کا پہلو سے دور رکھنا، کہنیوں کا اٹھانا، ہاتھ کی انگلیوں کا آپس میں ملانا، دونوں ہاتھوں کا کندھوں اور کانوں کے برابر رکھنا

اور پیٹ کا رانوں سے دور رکھنا مسنون ہے۔

۱۳۔ میں بار

کہنا مسنون ہے۔

۱۴۔ تشہد میں بیٹھنا فرض ہے اور شہادت یعنی

ادت کی انگلی ہلانا مسنون ہے۔

۱۵۔ نماز کے آخری رکعت میں تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا مسنون ہے۔

ذیل چیزیں مکروہ ہیں۔

☆ نماز کی سنتوں کا ترک کرنا۔

☆ کپڑے، بدن اور زمین ٹھیک کرتے رہنا۔

☆ کمر پر ہاتھ رکھنا۔

☆ آسمان کی طرف دیکھنا

☆ کسی ایسی چیز کا سامنے ہونا جس سے نماز میں غفلت پیدا ہوتی ہو۔

☆ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنا۔

☆ بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنا۔

☆ کپڑے کو لٹکانا اور منہ چھپانا۔

☆ اونگھ اور غنودگی کی حالت میں نوافل پڑھنا۔

☆مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مخصوص کر لینا

☆ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالنا

☆سامنے یا دائیں جانب تھوکنا یا ناک سنکنا

وہ چیزیں جن سے نماز باطل ہوجاتی ہے وہ یہ ہیں:

عملِ کثیر یعنی وہ کام ہے جسے دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ آدمی نماز میں نہیں ہے۔

☆ نماز کے کسی فرض یا شرط کا چھوڑ دینا۔

☆ نماز کی حالت میں جان بوجھ کر بولنا

☆ نماز کی حالت میں کھانے اور پینے سے بھی نماز باطل ہوجاتی ہے۔

☆ نماز کی حالت میں ہنسنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

☆☆☆

ہدایات برائے اساتذۂ کرام:

☆اساتذہ طلبہ وطالبات کو نماز کی عملی مشق کروائیں۔

☆سورہ فاتحہ اور تیسواں پارہ کے اخیر کی دس سورتیں حفظ کروائیں۔

☆ ثناء، التحیات، درود، دعائے قنوط اور مسنون دعائیں زبانی یاد کروائیں۔

☆اساتذہ اذان اور اقامت کی عملی مشق کرائیں۔

☆پانچوں اوقات کی فرض، سنت اور نفل نمازوں اور وتر کی نماز بچوں کو ذہن نشین کرائیں۔

۱۔مشق:

۱۔جواب دیجیے:

۱۔ پانچوں نمازوں کے اوقات تفصیل سے تحریر کیجیے:

۲۔ نماز کی شرائط کیا کیا ہیں؟

۳۔ نماز میں کتنے فرائض ہیں؟

۴۔ نماز کے مکروہات کا ذکر کیجیے:

۵۔ کن کاموں سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

۶- نماز کے پانچ فائدے بیان کیجئے۔

۷- رکوع، سجدہ اور قومہ کی دعا تحریر کیجیے:

۲- درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے :

شفق	....
ستر	....
اعتدال	....
غنودگی	....
ہئیت	....

مبطلات ....

رفع یدین ....

غفلت ....

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

صبح صادق، شفق، زوال، فرض، قعدہ، قبلہ، وتر، رکعت،رکوع، عمل کثیر

۴۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

عاقل ....

بالغ ....

تفصیل ....

طلوع ....

ختم ....

شرعی ....

البر ....

☆☆☆

سبق (۱۲)

کسوف اور خسوف کی نماز

کسوف اس نماز کو کہتے ہیں جو سورج گہن لگنے پر پڑھی جاتی ہے۔ سورج گہن کی نماز مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت ہے۔ اس میں جماعت اگرچہ شرط نہیں ہے۔ لیکن افضل ہے کہ یہ نماز

Ahmad\solar-eclipse.jpg not found.

باجماعت ادا کی جائے۔ حنفیہ کے نزدیک جماعت کی صورت میں امامت وہ شخص کرے گا جو جمعہ کا امام ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو خلیفہ سے اجازت لیکر کوئی دوسرا شخص

نماز پڑھائے گا۔اس کے لیے کوئی اذان یا تکبیر نہیں کہی جائے گی بلکہ [illegible]
(نماز کے لیے جمع ہوں!) کہہ کر لوگوں کو پکارا جائے گا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو نبی ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ لوگوں کو [illegible]رف بلائے۔(بخاری و مسلم)

سورج گہن کی نماز کی دو رکعتیں ہیں۔حنفیہ کے نزدیک ہر رکعت عام نمازوں کی طرح پڑھی جائے گی یعنی ایک قیام، ایک رکوع اور دو سجدے، جبکہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک ہر رکعت میں دو قیام اور دو رکوع اور دو سجدے ہوں گے۔ پہلا قیام اور پہلا رکوع دوسرے قیام اور دوسرے رکوع سے لمبا ہوگا۔

سورج گہن کی نماز کا وقت گہن شروع ہونے سے لے کر گہن ختم ہو جانے تک ہے۔ حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک سری قرأت اور حنبلیہ کے نزدیک جہری قرأت مستحب ہے۔ نماز کے بعد خطبہ دینا مستحب ہے۔ جب کہ بعض دوسری احادیث میں خطبہ کے بجائے ذکر کرنا، دعا واستغفار اور صدقہ کا ذکر ہے۔

خسوف کی نماز یعنی چاند گہن کی نماز بھی سورج گہن کی نماز ہی کی طرح ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس میں جماعت جائز نہیں بلکہ اس کا مسجد میں پڑھنا بھی مسنون نہیں ہے۔ گھروں میں الگ الگ پڑھی جائے گی۔ شافعیہ کے نزدیک سورج گہن کے خلاف چاند گہن کی نماز میں قرأت جہری ہے۔ مالکیہ کے نزدیک چاند گہن کی نماز مستحب ہے اور اس کی شکل عام نمازوں کی طرح ہے۔

☆☆☆

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱۔کسوف کی نماز کا مطلب بتاتے ہوئے اس کا حکم بھی بتایئے:

۲۔کسوف کی نماز کا وقت کب سے کب تک ہے؟

۳۔حنفیہ کے نزدیک سورج گہن کی نماز کی امامت کون کرے گا؟

۴۔سورج گہن کی نماز کی رکعت کی تعداد کے ساتھ پڑھنے کا طریقہ بھی تحریر کیجیے:

۵۔سورج گہن کی نماز کے مستحب عمل کا ذکر کیجیے:

۶۔چاند گہن کی نماز کے بارے میں حنفیہ کی رائے تحریر کیجیے:

۷۔چاند گہن کی نماز کے حکم اور شکل کے بارے میں مالکیہ کی رائے تحریر کیجیے:

۲۔خالی جگہ پُر کیجیے:

حضرت عائشہؓ سے .... ہے کہ .... کے

........................میں سورج.......................ہوا تو.......................کے ایک

آدمی کو کہ.......................کو.......................کہہ کر.......................کی طرف بلائے۔

۳۔اساتذۂ کرام طلبہ کو اس نماز کی عملی مشق کرائیں۔

۴- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے:

کسوف ....

خسوف ....

قیام ....

جہری ....

مستحب ....

مؤکدہ ....

۵- آپ اپنا کوئی واقعہ چاند گرہن یا سورج گرہن سے متعلق دس سطروں میں تحریر کیجیے:

☆☆☆

سبق (۱۳)

صدقۂ فطر

فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں اس صدقہ کا نام صدقۂ فطر ہے، جو ماہ رمضان کے ختم ہونے پر روزہ اور اس میں
کی جانے والی عبادات اور برکات حاصل کرنے کا موقع پانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر
ادا کیا جاتا ہے۔ نیز صدقۂ فطر رمضان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے۔
اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ فقراء و مساکین، بیوہ اور ایتام بھی عید کی خوشی منا سکیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقۃ الفطر روزہ داروں
کی بے کار باتوں اور فحش گوئی سے روزہ کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے

لیے مقرر کیا گیا ہے۔(ابوداود ۱۶۰۶،ابن ماجہ ۱۸۲۷)

◆ صدقہ فطر ہر مسلمان غلام اور آزاد، مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے سب پر واجب ہے۔

کے علاوہ باقی تمام چیزوں کے صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع ہونے میں سارے لوگوں کا اتفاق ہے، جو گھر کے ہر فرد کی جانب سے ادا کیا جائے گا۔ اختلاف صرف گندم کے صدقہ فطر کی مقدار میں ہے۔ احناف کے یہاں گندم کے صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک گندم کے صدقہ فطر کی مقدار بھی ایک صاع ہی ہے۔

میں گندم، کھجور، جو، کشمش، آٹا اور ستو کا صدقۃ الفطر کے لیے دینے کا ذکر ملتا ہے۔

Ahmad\sadaqe fitr.jpg not found.

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صدقہ فطر میں اس کا صدقہ دینا افضل ہے، جس کی قیمت زیادہ ہو۔ ان کے نزدیک صدقہ فطر میں قیمت بھی دی جاسکتی ہے، بلکہ قیمت دینا افضل ہے۔

امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر میں ہر وہ چیز دی جاسکتی ہے، جس پر عشر ہو۔ البتہ گندم کو صدقہ فطر میں دینا افضل ہے اور اس کی قیمت دینا جائز نہیں ہے۔

[illegible] ضان کے آخر میں واجب ہوتا ہے۔ لیکن وقت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت عید کے دن طلوع فجر کے بعد ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی دونوں رائے ہے۔

ادائیگی کے وقت کے بارے میں دو دن پہلے ادا کردینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ دو دن سے پہلے دینے کو جائز نہیں فرماتے ہیں۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رمضان سے پہلے بھی دینا جائز ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شروع رمضان سے دینا جائز ہے۔ اسی طرح عید کے روز مغرب سے پہلے تک صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے۔ جب کہ بعض ائمہ نماز عید کے بعد دینے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

[illegible]

صدقہ فطر کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔ البتہ اس کا فقیروں اور محتاجوں

کو دینا افضل ہے۔سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں میں اگر مستحقین ہوں تو ان کو دیا جائے پھر اپنے پڑوسی اور گاؤں، محلّہ اور شہر والوں کو دیا جائے۔

☆☆☆

ا- جواب دیجیے:

ا۔صدقۂ فطر کی تعریف کیجیے۔

۲۔صدقۂ فطر کا حکم کیا ہے؟

۳۔صدقۂ فطر کی مقدار کتنی ہے؟

۴۔صدقۂ فطر میں احادیث میں کن چیزوں کے دینے کا ذکر آیا ہے؟

۵۔صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

۶۔صدقۂ فطر کی ادائیگی کب تک کی جا سکتی ہے؟

۷۔صدقۂ فطر کے مصارف کیا ہیں؟

۸۔صدقۂ فطر کے متعلق علماء کے اقوال درج کیجیے:

✞■■■■♋⑥✪↗ ■■☒♈↗✌

اس بات میں اتفاق ہے کہ.........فطر......کے آخر میں .... ہوتا ہے۔لیکن وقت کی تعیین میں .... ہے۔امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک............ کے آخری دن کا سورج............ہوتے ہی.................ہو جاتا ہے۔جب کہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ وقت عید کے.................. کے بعد ہے۔امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی..................رائے ہے۔

۳- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے:

فطر ....

فحش گوئی ....

نصف ....

مصارف ....

تعین ....

عشر ....

بیوہ ....

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

فقیر ....

غلام ....

اتفاق ....

جائز ....

مستحق ....

۵۔مندرجہ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

شرعی، اصطلاح، فحش گوئی، کفارہ، صاع، مصارف

٦۔ اپنی والدہ محترمہ سے پوچھ کر اپنے پہلے روزہ رکھنے اور صدقۂ فطر ادا کرنے کا بیان مختصراً تحریر کیجیے:

☆☆☆

اولاد کے حقوق

اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے، یہ نسل انسانی کے فروغ اور وسائل انسانی میں اضافہ کا سبب ہے۔ اسی لیے اولاد کی حفاظت کرنا، ان سے محبت کرنا، ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا، اور انہیں اچھا فرد، اچھا شہری اور ملک وملت کی تعمیر کے لائق بنانا، والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ جس طرح اولاد کے اوپر والدین کے حقوق ہیں، اسی طرح والدین کے اوپر اولاد کے بھی حقوق ہیں، جن کی ادائی والدین پر ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی نگراں ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہے اور آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اولاد والدین کے پاس اللہ کی امانت ہے اور قیامت کے دن وہ اولاد کے متعلق جواب دہ ہوں گے۔اگراولاد کی تربیت اسلامی انداز سے کی ہوگی تو وہ والدین کے لیے دنیاو آخرت میں راحت ہوگی۔اللہ تعالیٰ کےقول کا مفہوم ہے۔ جولوگ ایمان لائے اوران کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کوبھی (جنت) میں ملادیں گے اوران کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین عمل باقی رہتے ہیں۔صدقہ جاریہ،ایسا علم کہ لوگ اس کے بعد اس سے فائدہ اٹھائیں اورصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔(صحیح مسلم)

not found.

والدین کے اوپر اولاد کے درج ذیل حقوق ہیں:

- ✝︎〰♑✒︎♒︎♋︎ ☸︎♑♋︎⌨︎♑✔︎

یہ وہ پہلا مرحلہ ہے جہاں سے اولاد کے حقوق شروع ہوتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے نطفے کے لیے اچھے رحم کا انتخاب کرو۔ یعنی ایک اچھی اور صالح ماں کا انتخاب کرنا پہلی ذمہ داری ہے۔

- ✝︎&🕘 ♑♏︎◆□♋︎□✇②⬇ ⑦

یعنی استقرار حمل کے بعد اسے ضائع کرنے یا ولادت کے بعد اسے قتل کرنے سے پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی تمہیں اور انہیں رزق دیتے ہیں۔

- ✝︎&⬇ ♑♋︎◆⌧&🕘 ♑⑩⑤

بچپن اور بلوغت کو پہنچنے کے مرحلہ تک والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچے کے کھلانے پلانے کا انتظام کریں اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ (حکم) اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمہ ہوگا۔

- ✝︎⬆♑⬇ ⑤⌧☸︎⬀♎︎■♎︎🕐

پیدائش کے بعد والدین کی سب سے اہم ذمہ داری بچہ کا عقیقہ کرنا اور اس کے لیے

عمدہ نام کا انتخاب کرنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی رہتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے، اس سے گندگی کو دور کیا جائے یعنی اس کے بال اتروائے جائیں اور اچھا سا با معنی نام رکھا جائے۔

اولاد کا ایک اہم حق یہ ہے کہ والدین ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھیں: مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بچہ کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں نماز میں کوتاہی کرنے پر ان کی گوش مالی کرو۔ ایسی اور اتنی تعلیم دلانا کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان لے، زندگی کے سارے امور شریعت کے مطابق انجام دینے کے لائق ہو جائے اور اپنے سماج اور ملک وملت کی خدمت اور ان کی ترقی میں برابر حصہ لے سکے۔

دو بچے جس طرح ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، اسی طرح ان کا حق یہ ہے کہ ان کے درمیان عدل ومساوات کا برتاؤ کیا جائے۔ ایک لڑکے کو دوسرے لڑکے پر یا بیٹے کو بیٹی پر یا بیٹی کو بیٹے پر ترجیح نہ دی جائے۔ بلکہ دونوں کی ضروریات کا یکساں خیال رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اولاد میں سے کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دینے کو ظلم اور ناانصافی قرار دیا ہے جو حرام ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع رضی اللہ عنہ بن حابس نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لے رہے تھے تو اقرع رضی اللہ عنہ بن حابس نے کہا: میرے دس لڑکے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

- اولاد کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان پر دستور کے مطابق خرچ کیا جائے، جس میں اسراف ہو نہ بخل کیوں کہ اولاد پر خرچ کرنا، باپ کی لازمی ذمہ داری ہے اور اس میں اللہ کی نعمت کا شکر بھی ہے۔
- اولاد کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کو ہبہ اور عطیہ دینے میں کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دے کہ کسی کو کچھ دے دے اور دوسرے کو محروم رکھے کیوں کہ یہ ظلم ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا، نیز اس سے خاندانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

ان تمام حقوق کی ادائی والدین پر ضروری ہے تا کہ اولاد صالح اور اپنے والدین کی نیک نامی کا ذریعہ بن سکے اور اپنے لیے اور اپنے سماج، معاشرہ اور ملک وملت کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔

☆☆☆

ا-جواب دیجیے:

ا-اولاد کی اہمیت کیوں ہے؟

۲-اولاد کے والدین پر حقوق اختصار کے ساتھ تحریر کیجیے:

۳-اس سبق میں تعلیم و تربیت پر جو کچھ لکھا گیا ہے، سمجھ کر اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے:

۴۔ وہ تین عمل کون کون ہیں جو مرنے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں؟

۵۔اولاد سے شفقت کے ضمن میں کون سا واقعہ بیان کیا گیا ہے؟

۲-مناسب جوڑے لگائیے:

والدین	مکان بنانا
تعمیر	بات/فرمان
نگراں	ماں باپ
قول	برابری
راحت	دیکھ بھال کرنے والا

ہبہ	آرام
مساوات	بخشش/ وقف

۳-خالی جگہ پُر کیجیے:

اولاد اللہ کی .... ہے، یہ نسلِ انسانی کے .... اور وسائل انسانی میں .... کا سبب ہے۔اسی لیے اولاد کی .... کرنا، ان سے محبت کرنا، ان کی اچھی .... کا انتظام کرنا، اور انہیں اچھا فرد، اچھا شہری اور ملک وملت کی تعمیر کا .... بنانا، والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔جس طرح .... کے اوپر والدین کے حقوق ہیں، اسی طرح .... کے اوپر اولاد کے بھی حقوق ہیں جن کی ادائی والدین پر .... ہے۔

۴- درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

فروغ	....
رعیّت	....
بازپرس	....
انتخاب	....
مرحلہ	....
عوض	....

حضانت ....

رضاعت ....

عطیہ ....

۵۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد تحریر کیجیے:

اسراف ....

عدل ....

اضافہ ....

راحت ....

جنت ....

ذیل ....

نیک نامی ....

۶- اس سبق کا خلاصہ چند سطروں میں تحریر کریں۔

☆☆☆

سبق (۱۵)

پڑوسی کے حقوق

انسان اپنی تمام ضروریات تن تنہا خود سے پوری نہیں کر سکتا اور طبعاً بھی اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسی لیے وہ مل جل کر رہتا ہے۔ انسان کا اپنے والدین، اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ سب سے زیادہ واسطہ و تعلق بلکہ ہر وقت ملاقات، لین دین کا سابقہ ہمسایوں اور پڑوسیوں سے ہی ہوتا ہے۔ ان سے تعلقات کی خوش گواری و ناخوش گواری کا زندگی کے چین و سکون اور اخلاق کے اصلاح و فساد اور بناؤ بگاڑ پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

اسلام میں پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جبریل امین ہمیشہ مجھے پڑوسی کی رعایت و امداد کی

اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید پڑوسیوں کو بھی رشتہ داروں کی طرح وراثت میں شریک کردیا جائے گا۔ ترمذی اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسولﷺ نے فرمایا: " کسی محلّہ کے لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو۔"

ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر بہت سے حقوق ہیں۔ پہلا حق ہے کہ اس کی خیر خواہی کی جائے، اس کے لیے اچھے جذبات رکھے جائیں اور اس سے اللہ کے لیے محبت کی جائے۔ اس کا حق ہے کہ خوشی اور غم میں شریک ہوا جائے۔

found.

ایک حدیث ہے جس میں نبی کریمﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ پڑوسی کا تم پر حق یہ ہے کہ اگر پڑوسی کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اس کی عیادت و خبر

گیری کرو، اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ اگر کسی ضرورت وغیرہ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو، اگر کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو، اگر اس کو کوئی نعمت ملے تو مبارک باد دو، اگر کسی مصیبت کا شکار ہو جائے تو تعزیت کرو، اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے اس قدر بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے، تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لیے تکلیف کا باعث نہ ہو اور اس میں سے تھوڑا سا سالن اس کے گھر بھی بھیج دیا کرو۔ یعنی اگر گھر میں کوئی لذیذ و خوش ذائقہ چیز بنے تو اس کے گھر بھی کچھ سالن پہنچاؤ یا پھر اس کی خوشبو پڑوس کے گھر تک نہ جائے۔

یہ بات ایمان کے منافی ہے کہ پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی جائے اور اس کی عزت و آبرو پر بری نظر ڈالی جائے۔ صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں اس شخص کا داخلہ ممنوع ہے جس کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔

پڑوسی کا حق ہے کہ اگر وہ بھوکا ہو تو اسے کھانا کھلایا جائے اور اسے کپڑے کی ضرورت ہو تو کپڑا دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق مؤمن وہ نہیں جو خود شکم سیر ہو اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے اور وہ اس کے بھوکا ہونے سے باخبر بھی ہو۔

پڑوسیوں سے محبت و تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ باہم ہدیوں اور تحفوں کا لین دین ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اسی بناء پر

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان میں سے کس کو پہلے یا زیادہ ہدیہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو۔

آج کل دیکھا یہ جا رہا ہے کہ روزمرہ کے استعمال کی چیزیں اور چھوٹی موٹی اشیاء تک ایک دوسرے کو دینے سے لوگ انکار کر دیتے ہیں۔ جو دین اور اسلامی اخوت کے منافی ہے اور اللہ کو غصہ دلانے والا عمل ہے۔اس سے تعلقات کم زور ہوتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری کرے اور اسی طرح جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''

کسی شخص کا نیک یا بدکار ہونا، اس کے پڑوسی کی گواہی کے ذریعہ معلوم ہوگا۔ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! میں اپنی نیکوکاری و بدکاری کو کس طرح معلوم کر سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم کسی کام کے بارے میں اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کام کیا تو تمہارا کام اچھا ہے اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برا کیا ہے تو تمہارا وہ کام برا ہے۔

ہم اللہ کی خوشی کے لیے ہر ایک کا حق ادا کرتے ہیں۔ پڑوسی کا جو حق اللہ اور رسول ﷺ نے بتایا ہے، اسے ادا کرتے ہیں۔ ہم ایسا کریں گے تو دنیاوی زندگی بھی خوش گوار ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو دنیا میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور قیامت کے دن اللہ ہم کو سخت سزا بھی دے گا۔

ا- جواب دیجیے:

ا- انسانوں کا اپنے قریبی رشتہ داروں کے بعد سب سے زیادہ واسطہ کس سے پڑتا ہے؟

۲- پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

۳- پڑوسی کے حقوق ادا نہ کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان ہے؟

۴- پڑوسی کے حقوق کی تاکید کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

۵-ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر کیا حقوق ہیں؟

۶-کسی شخص کے نیکوکار اور بدکار ہونے کا پیمانہ رسول اللہ ﷺ نے کیا بتایا ہے؟

۲-مناسب جوڑے لگایئے:

سابقہ	میراث، ترکہ
ہم سایہ	نہایت اچھا
وراثت	واسطہ
افضل	پڑوسی
کلمہ خیر	کام
عمل	تحفہ
ہدیہ	بھلائی کی بات

۳-خالی جگہ پر کیجیے:

ہم اللہ کی .... کے لیے ہر ایک کا .... ادا کرتے ہیں۔ پڑوسی کا جو حق اللہ اور رسول ﷺ نے بتایا ہے، اسے ادا کرتے ہیں۔ ہم ایسا کریں گے تو .... خوش گوار ہوگی اور آخرت میں .... ملے گی اور اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو .... کے دن اللہ ہم کو سخت سزا دے گا۔

۴۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے :

اچھا :

محبت :

تکلیف :

اصلاح :

بناؤ :

خوشگواری :

نیکوکار :

سخت :

۵-آپ کا اپنے پڑوسی کے حقوق کی ادائی میں کیے گئے کچھ کاموں کا ذکر کیجیے:

☆☆☆

سبق (۱۶)

Ahmad\Nabawi_masjid.jpg not found.

سیرت النبی ﷺ

(سن ۶ تا ۸ ہجری)

نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی بہت اہم ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہاں اسلامی ریاست قائم کی۔ مدنی زندگی سے سن ۶ ہجری تا سن ۸ ہجری کے کچھ اہم واقعات یہاں بیان کیے جا رہے ہیں۔

❻⌧◆➁❍✗■➚ نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ

مکہ گیا ہوں۔ عمرہ کررہا ہوں اور خانہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے۔اس لیے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے چودہ یا پندرہ سو صحابہؓ کے ساتھ یکم ذوقعدہ سن ٦ ہجری کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اعلان کردیا کہ ہم عمرہ کے لیے

found.

جارہے ہیں اور کسی سے جنگ کا ارداہ بالکل نہیں ہے۔ مکہ والوں کو جب اس کی جانکاری ملی، تو انہوں نے سوچا کہ اگر محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ مکہ آئیں گے اور عمرہ کر کے چلے جائیں گے تو ہماری بڑی بے عزتی ہوگی۔ عرب والے ہمیں طعنہ دیں گے۔ اس لیے قریش نے اپنا نمائندہ بھیج کر مسلمانوں کو مکہ سے باہر ہی روک دیا۔

مسلمان حدیبیہ کے مقام پر ٹھہر گئے اور مکہ والوں سے بات چیت شروع کی۔ دونوں طرف سے باری باری کئی نمائندے آئے اور گئے۔ اسی درمیان آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو قریش سے بات چیت کے لیے مکہ بھیجا۔ ابھی وہ مکہ میں ہی تھے کہ خبر آئی کہ حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کردیا گیا ہے۔ کسی نمائندہ کو مارنا بہت بڑا جرم اور جنگ کے آغاز کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے نبی ﷺ نے صحابہؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم حضرت عثمانؓ کا

بدلہ لے کر ہی جائیں گے۔ چاہے اس کے لیے جنگ کرنی پڑے۔ اللہ نے اس بیعت سے اپنی خوشی کا اعلان کیا۔ اس لیے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

دونوں طرف سے بات چیت کا سلسلہ جاری رہا، آخر میں اسی جگہ مکہ کے مشرکین اور مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان صلح ہوگئی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں اور اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں۔ آئندہ دس سالوں تک جنگ بندی رہے گی اور کوئی کسی کے خلاف جنگ نہیں کرے گا۔ عرب کے جو قبائل چاہیں، اس معاہدہ میں شریک بھی ہو سکتے ہیں۔

حدیبیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے عرب میں بسنے والے قبائل اور بادشاہوں کے نام خطوط بھیجے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خط دے کر حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی کے پاس بھیجا۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو ایک خط دے کر مصر کے بادشاہ مقوقس کے دربار میں بھیجا۔ حضرت عبداللہؓ بن حذافہ السہمی کو ایک خط دے کر کسری، ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے پاس بھیجا۔ روم کے بادشاہ قیصر کے پاس حضرت دحیہ کلبیؓ کو بھیجا۔ اسی طرح بحرین کے حاکم منذر، یمامہ کے حاکم ہوذہ، دمشق کے حاکم حارث اور عمان کے حاکم جیفر کے نام بھی خطوط بھیجے اور ان سب کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

کے یہودی برابر شرارت کر رہے تھے، عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے تھے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ محرم سن ۷ ہجری میں نبی ﷺ

اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے۔ کئی دنوں تک وقفہ وقفہ سے جنگ جاری رہی اور خیبر کے آٹھوں قلعے فتح کر لیے گئے۔

C:\Users\user\OneDrive\Desktop\Seraj Ahmad\Khaibar.jpg not found.

آخری قلعہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی سپہ سالاری میں فتح ہوا۔ خیبر سے واپس ہو رہے تھے تو مدینہ کے قریب صہباء نامی جگہ پر آپ ﷺ نے حضرت صفیہؓ بنت حیی سے نکاح کیا۔

صلح حدیبیہ میں مسلمان عمرہ کے لیے ہی آئے تھے لیکن عمرہ ادا کیے بغیر مدینہ واپس ہونا پڑا تھا۔ صلح میں یہ بات بھی طے پائی تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں۔ اس لیے ذوقعدہ سن ۷ ہجری میں نبی ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا اور چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ مکہ تشریف لائے۔ عمرہ کیا اور تین دنوں تک مکہ میں قیام بھی کیا۔ اس کے بعد مدینہ لوٹے۔ اس عمرہ کو عمرۂ قضا، عمرۂ قصاص اور عمرۂ صلح بھی کہتے ہیں۔

ﷺ نے حضرت حارث بن عمیز الازدیؓ کو خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ انہیں شاہ روم قیصر کے گورنر نے گرفتار کر لیا اور شہید بھی کر دیا۔ قاصد یا سفیر کو قتل کرنا جنگ کی علامت ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ

نے تین ہزار کا لشکر بھیجا اور موتہ کے مقام پر رومیوں سے یہ معرکہ جمادی الاولیٰ سن ۸ ہجری میں پیش آیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے سپہ سالار بنائے گئے اور باری باری شہادت سے بھی سرفراز ہوئے۔ رومی لشکر کی تعداد ۲/لاکھ تھی اور مسلمان صرف ۳/ہزار تھے۔ اس لیے معرکہ بہت سخت تھا۔ کئی صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے۔ آخر میں حضرت خالدؓ بن ولید کمانڈر بنائے گئے۔ جو بہت ہوشیاری سے اسلامی لشکر کو مدینہ واپس لانے میں کامیاب ہوئے۔

بنوبکر کی ایک جماعت نے شعبان سن ۸/ہجری کو رات میں اپنے پرانے دشمن بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش مکہ نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور چپکے چپکے بنوبکر کی ہتھیاروں سے مدد کی۔ بنوخزاعہ مسلمانوں کا دوست قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ کے لوگ مدد کی فریاد لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ نے مکہ والوں کی صریح خلاف ورزی پر اپنی سخت ناراضی کا اظہار کیا۔ پہلے ان کو فدیہ ادا کرنے اور غصب شدہ مال واپس کرنے کے لیے کہا۔ مکہ والے اس پر راضی نہ ہوئے تو ان پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔

Ahmad\fatah].jpg not found.

۱۰؍رمضان سن ۸ ہجری کو نبی ﷺ مدینہ سے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے اسلامی لشکر کو ٹکڑیوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ٹکڑی کا ایک سردار اور ہر سردار کے لیے ایک جھنڈا بنایا گیا۔ سب تکبیر کے نعرے بلند کرتے ہوئے ۲۰؍ رمضان کی صبح مکہ پہنچے اور شہر مکہ کو فتح کرلیا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک صاف کیا۔ نبی ﷺ نے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمایا۔ اسلام کے احکام بیان کیے اور یہ بھی کہا آج تمہیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ جاؤ تم سب کو معاف فرمادیا گیا۔ اس طرح خانہ کعبہ جو خالص اللہ کی بندگی کے لیے بنایا گیا تھا، آج اللہ کے سچے بندوں کے قبضہ میں آگیا اور کفر کی ساری قوتیں ٹوٹ گئیں۔ مکہ کے آس پاس جو عزی، سواع اور مناۃ نام کے بڑے بت تھے، ان کو توڑنے کے لیے صحابہؓ کی جماعت بھیجی گئی۔

⇗⑧⬂⬃◆⬁■✚ لہ کے قریب ہوازن اور ثقیف دو مشہور قبیلے بستے تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو وہ سخت بے چین ہوئے۔ ایک بڑی فوج لے کر اوطاس میں جمع ہوئے اور مکہ کی جانب پیش قدمی شروع کردی۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بھی بارہ ہزار کی فوج کے ساتھ ۶؍شوال سن ۸ ہجری کو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے۔ ابھی راستہ میں تھے اور حنین ہی پہونچے تھے، بالکل صبح کا وقت تھا اور مسلمان پہاڑی وادیوں سے گزر رہے تھے کہ چھپے ہوئے دشمن نے اچانک مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ مسلمان بے خبری کی حالت میں تھے اور پے در پے حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ زبردست بھگدڑ رمچی، مسلمان بکھر گئے اور قریب تھا

کہ شکست کھا جائیں گے۔ مسلمان ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ اتنے میں نبی ﷺ نے اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے مسلمانوں کو آواز دی۔ جنگ کے لیے للکارا۔ بیعت رضوان والو! اے انصاریو! اے مہاجرو! آگے بڑھو اور مقابلہ پر ڈٹ جاؤ۔ مسلمانوں نے سنا تو جلد ہی اکٹھا ہو گئے اور دشمن پر از سرنو زبردست حملہ کیا۔ کچھ ہی دیر میں جنگ کا نقشہ بدل گیا، ہوازن اور ثقیف بری طرح ہار گئے اور ان کے ہتھیار، اموال، مویشی اور عورتیں اور بچے سب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔

[illegible]ین میں شکست کھا کر دشمنوں کی بڑی تعداد طائف میں قلعہ بند ہو گئی تھی۔ وہ مسلمانوں کے لیے خطرے کا باعث تھے۔ اس لیے مال غنیمت کی تقسیم کے بعد ہی نبی ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ طائف روانہ ہوئے اور پورے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کئی دنوں تک محاصرہ کیے رہے۔ تیر اندازی اور پتھر بازی ہوتی رہی۔ منجنیق سے بھی دشمنوں پر حملہ کیا گیا۔ لیکن کامیابی نہ ملی تو مسلمان واپس ہو گئے اور جعرانہ پہنچ کر مال غنیمت تقسیم کیا۔ جعرانہ سے احرام باندھا، مکہ گئے اور عمرہ ادا کیا۔ مکہ کا انتظام وانصرام دیکھنے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا والی بنایا۔ پھر ۲۴/ ذوقعدہ سن ۸ ہجری کو مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

☆☆☆

۱۔ جواب دیجیے:

۱۔ صلح حدیبیہ کے سفر میں صحابہ کرامؓ مدینہ سے کس ارادہ سے نکلے تھے؟

۲۔ حدیبیہ کے مقام پر ہونے والی بیعت کو بیعت رضوان کیوں کہا جاتا ہے؟

۳۔ نبیؐ کے کس قاصد کو گورنر نے شہید کر دیا تھا؟

۴۔ خیبر کس سنہ میں فتح ہوا؟

۵۔ مکہ کس سنہ میں فتح ہوا؟

۶۔ غزوہ حنین میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

۷۔ نبیؐ نے فتح مکہ کے بعد کس صحابی کو مکہ کا والی بنایا؟

۲: درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیے:

بیعت رضوان	....
قاصد	....
یکے بعد دیگرے	....
ازسرنو	....
فدیہ	....
والی	....

غزوہ ....

مالِ غنیمت ....

محاصرہ ....

مویشی ....

۳: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سپہ سالار، نمائندہ، بیعت، خلاف ورزی، پیش قدمی، منجنیق، تیر اندازی

۴۔ درج ذیل جمع الفاظ کی واحد لکھیں:

❑ ◖ ✍ ②◆☸

خطوط ....

قلعے ....

قبائل ....

شہداء ....

قوتیں ....

حملوں ....

مسلمانوں ....

عربوں ....

برائیوں	....
تکبیرات	....

۵۔مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے :

الفاظ	ضد
فتح	....
کفر	....
مشرک	....
جنگ	....
دشمن	....

۶۔ مختصر نوٹ لکھئے:

(الف) معرکہ مؤتہ

(ب) غزوہ حنین

☆☆☆

سبق (۱۷)

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ

[illegible]

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوئ بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ آپؓ کی کنیت ام ہند، لقب طاہرہ تھا۔ عام الفیل سے ۱۵ سال قبل پیدائش ہوئی۔

[illegible]

آپؓ کا نکاح ابو ہالہ ہند بن بناش بن تمیم سے ہوا۔ ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزوم

کے عقد نکاح میں آئیں۔اسی زمانہ میں جنگ فجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہؓ کے والد لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے۔ یہ عام الفیل سے ۲۰ سال بعد کا واقعہ ہے۔

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہؓ کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھی، جس کا کوئی نگراں نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو مال تجارت دے کر بھیجتی تھیں، ایک دفعہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ سے کہا کہ تم کو خدیجہ سے جا کر ملنا چاہیے، ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہے کہ تم بھی ساتھ لے جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمہارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ کے حسن معاملہ، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا چرچا عام تھا، خدیجہ کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ ''آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں، آپ کو اس کا دوگنا دوں گی''۔ حضرت محمد ﷺ نے قبول فرما لیا اور مالِ تجارت لے کر میسرہ جو حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے، ان کے ہمراہ بصریٰ تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع سال ہائے گزشتہ کے نفع سے دوگنا تھا۔

حضرت خدیجہؓ کی دولت و ثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا

تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا۔ لیکن اللہ کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ حضرت محمد ﷺ مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ حضرت خدیجہؓ کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں۔ اسی بنا پر حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہِ راست تمام امور طے کیے۔

متعین تاریخ پر ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بھی تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے، حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰/ طلائی درہم مہر قرار پایا اور حضرت خدیجہؓ طاہرہ ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت حضرت محمد ﷺ پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔

نکاح کے پندرہ برس کے بعد جب اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ پیغمبر ہوئے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام سنایا، وہ سنتے ہی ایمان لے آئیں کیوں کہ ان سے زیادہ آپ ﷺ کے صدق دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کرسکتا تھا۔

حضرت خدیجہؓ نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام ہی سے حضرت

محمد ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں۔ حضرت محمد ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہؓ کا اثر کام کر رہا تھا۔ آغازِ نبوت میں جب حضرت محمد ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھ کو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا" آپ متردد نہ ہوں، خدا آپ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑے گا"۔ دعوت دین کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی اور تشفی دی۔ حضرت محمد ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر ختم ہو جاتا تھا۔ کیوں کہ وہ آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ ﷺ کے سامنے ہلکا بنا کر پیش کرتی تھیں۔ جب قریش نے حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا تو حضرت خدیجہؓ بھی خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں ساتھ تھیں۔

ام المومنین طاہرہؓ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے ایمان لائیں۔ حضرت محمد ﷺ اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت ملی تھی، وہ سیرت نبوی کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔" نبی اکرم ﷺ سے ان کو جو محبت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس انمول دولت و ثروت کے مالکہ ہونے کے وہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت خود

کرتی تھیں۔ نبی ﷺ کو حضرت زیدؓ بن حارثہ سے بڑی محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خدیجہؓ نے ان کو آزاد کرادیا۔

رسول اللہ ﷺ کو بھی حضرت خدیجہؓ سے بے پناہ محبت تھی، آپ ﷺ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ر رمضان سنہ ۱۰ نبوی ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غم گسار کو داعیٔ اجل کے سپرد کیا۔

حضرت محمد ﷺ سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحبزادے (جو بچپن میں انتقال کر گئے) اور چار صاحبزادیاں، ان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت قاسمؓ　　۲۔ حضرت زینبؓ

۳۔ حضرت عبداللہؓ　　۴۔ حضرت رقیہؓ

۵۔ حضرت ام کلثومؓ　　۶۔ حضرت فاطمہ زہراؓ

مشق:

ا۔جواب دیجیے:

ا۔ حضرت خدیجہؓ کی کنیت اور لقب کیا تھا؟

۲۔حضرت خدیجہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے کتنی عمر میں شادی ہوئی؟

۳۔نکاح کس نے پڑھایا اور مہر کتنی طے ہوئی تھی؟

۴۔حضرت خدیجہؓ کے کچھ فضائل بتائیے:

۵۔حضرت خدیجہؓ کی وفات کب ہوئی اور اس وقت ان کی عمر کتنی تھی؟

٦۔ان کی اولاد کے نام تحریر کیجیے:

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع تحریر کیجیے:

الفاظ	جمع
لقب	....
صاحبزادی	....
صفحہ	....
قبر	....
سہیلی	....
عظمت	....

منقب ....

عالم ....

صحابیہ ....

۳: درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

اعزہ، ثروت، سرمایہ، مشیر، نگراں، معاوضہ، دیانت

درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

🕐♈♉⌧❁ ②⓾

حسن معاملہ ....

راست بازی ....

نفع ....

منظور ....

براہ راست ....

تصدیق ....

انمول ....

آزاد ....

۵۔خالی جگہ پُر کیجیے:

رسول اللہ ﷺ کو بھی حضرت ...... سے بے پناہ ......تھی، آپؐ نے ان کی زندگی تک دوسری ....نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپؐ کا ....تھا کہ جب گھر میں کوئی ...... ذبح ہوتا تو آپؐ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی .... کے پاس ....بھجواتے تھے۔

☆☆☆

سبق (۱۸)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

نام:

سہلہ یا رملہ نام، اُمّ سُلیم کنیت، غمیصاء اور رمیصاء لقب تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے : اُم سُلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ ماں کا نام ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید تھا۔ آبائی سلسلہ سے حضرت اُمّ سلیمؓ سلمٰی بنت زید کی پوتی تھیں، سلمٰی عبدالمطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں۔ اسی بنا پر اُمّ سلیمؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ مشہور ہیں۔

نکاح:

پہلے مالک بن نضر سے نکاح ہوا۔ مالک چوں کہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھےاور حضرت اُمّ سلیمؓ تبدیلِ مذہب پر اصرار کرتی تھیں، اس لیے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہوکر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن حضرت اُمّ سلیمؓ کو اب بھی وہی عذر تھا، یعنی ابوطلحہ مشرک تھے، اس لیے وہ ان سے نکاح نہیں کرسکتی تھیں۔ غرض ابوطلحہ نے کچھ دن غور کرکے اسلام کا اعلان کیا اور حضرت اُمّ سلیمؓ کے سامنے آکر کلمہ پڑھا۔ حضرت اُمّ سلیمؓ نے حضرت اُنسؓ سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کردو۔ ساتھ ہی مہر معاف کردیا اور کہا : میرا مہر اسلام ہے۔ انس کہا کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب وغریب مہر تھا۔

اسلام:

مدینہ میں اوائلِ اسلام میں مسلمان ہوئیں۔

حالات زندگی:

جناب رسالت مآب ﷺ مدینہ میں تشریف لائے۔ حضرت اُمّ سلیمؓ اپنے صاحبزادے اُنسؓ کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا : انس کو آپ کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہوں، یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کے لیے دعا فرمائیں، آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی۔

چند کارہائے نمایاں:

ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار میں مؤاخات کی اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔

غزوات میں حضرت اُمّ سلیمؓ نہایت جوش سے حصہ لیا کرتیں۔ آنحضرت ﷺ حضرت اُمّ سلیمؓ اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھیں۔

سنہ 5ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ اس موقع پر حضرت اُمّ سلیمؓ نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت اُنسؓ کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔

سنہ 7ھ میں خیبر کا واقعہ ہوا، حضرت اُمّ سلیمؓ اس میں شریک تھیں، آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا تو حضرت اُمّ سلیمؓ ہی نے حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ کے لیے سنوارا تھا۔

ایک نصیحت آموز واقعہ:

صحیح بخاری میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور واقعہ لکھا ہے کہ حضرت اُم سلیمؓ کا ایک بچہ بیمار تھا۔ جب حضرت ابوطلحہؓ صبح کو اپنے کام دھندے کے لیے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا۔ ابھی ابوطلحہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو

گیا۔ بی بی اُم سلیمؓ نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کرسکیں گے۔ اس لیے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔ جب ابوطلحہؓ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ حضرت اُبوطلحہؓ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے۔ پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی اُم سلیمؓ نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر ! مجھے یہ مسئلہ بتایئے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے۔

شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت اُم سلیمؓ نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس اللہ کی ایک امانت تھا آج اللہ نے وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ مر گیا۔ یہ سن کر حضرت اُبوطلحہؓ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا؟ بی بی نے کہا کہ جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے

سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے۔ بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والا کہاں سانس لیتا ہے؟ مشفق باپ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے بھر پیٹ کھانا کھایا اور صحبت کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج وغم میں ڈوب جاتے، نہ کھانا کھاتے اور نہ آرام کرتے، اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا۔ حضرت اُبوطلحہؓ صبح کو مسجد نبوی میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا نبی ﷺ سے عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں بی بی اُم سلیمؓ کا حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

☆☆☆

مشق:

ا۔جواب دیجیے:

ا۔حضرت اُم سلیمؓ کا نام اور کنیت بتایئے:

۲۔حضرت اُم سلیمؓ کا نبی کریم ﷺ سے کیا رشتہ تھا؟

۳۔ان کی شادی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۴۔حضرت اُم سلیمؓ کے چند کارناموں کا ذکر کیجئے:

۵۔اس سبق میں ان کا جو نصیحت آموز واقعہ بیان کیا گیا ہے،اس سے کیا کیا نصیحتیں ملتی ہیں؟

۲۔خالی جگہ پُر کیجیے:

جناب رسالت مآب ﷺ.................. تشریف لائے۔ حضرت اُمّ سلیمؓ اپنے صاحبزادے..........ؓ کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت ....اور کہا : انس کو آپ کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہوں ،..................................، آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی۔

۳۔مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معنی
اصرار	

کشیدگی

عذر

مہر

مواخات

نصیحت آموز

☆☆☆

سبق نمبر (۱۹)

فقہی اصطلاحیں

فقہ کے معنی ہیں: سوجھ بوجھ۔ دین کی گہری بصیرت اور وسیع علم رکھنے والے علما نے قرآن وحدیث پر برسوں خوب غور وفکر کر کے ہماری زندگی کی ساری ضرورتوں کے لیے بہت سے مسائل سمجھ سمجھ کر نکالے ہیں اور ان ضروری مسئلوں کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ کتابوں میں جمع کر دیا ہے۔ ان مسائل اور احکام کو فقہ کہتے ہیں۔

فقہ میں جو احکام بیان کیے گئے ہیں، ان سب کی حیثیت برابر نہیں ہے۔ کچھ احکام تو ایسے ہیں جن کا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ان کا نہ کرنے والا گناہ گار ہے اور انکار کرنے

والا کافر ہو جاتا ہے۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن کے کرنے کا انتہائی ثواب ہے، لیکن نہ کیے جائیں تو کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے، نہ بچنے والا گناہ گار ہے۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر نہ بچ سکیں تو کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ کچھ احکام ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے لوگ بھی ان کو انجام دے لیں تو سب کے ذمہ سے یا سب کی طرف سے ادا ہو جاتے ہیں۔ احکام کی ان مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے فقہ کی کتابوں میں ان کے الگ الگ نام ہیں اور ان کو ''فقہی اصطلاحیں'' کہتے ہیں۔ ان اصطلاحوں کو سمجھ کر یاد کر لینا چاہیے۔

فرض:

جو حکم قرآن شریف اور حدیث سے یا صرف قرآن شریف یا بہت سی حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہو، اس کو فرض کہتے ہیں۔ فرض کا نہ ماننے والا کافر ہے اور جو شخص اسے بغیر عذر کے چھوڑے، وہ گناہ گار ہے۔ اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔

فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔

فرض عین:

فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔ جیسے پانچ وقت کی نماز، رمضان المبارک کے روزے، صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینا اور استطاعت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرنا وغیرہ۔

فرض کفایہ:

فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے الگ الگ ضروری نہ ہو بلکہ وہ ایک جماعتی فرض ہو۔ اگر محلّہ کے کچھ لوگ ادا کرلیں تو وہ کام ہو جائے اور باقی لوگ نہ بھی کریں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے اور سخت سزا کے مستحق ہوں گے، جیسے جنازہ کی نماز۔ اگر محلّہ کے کچھ آدمیوں نے پڑھ لی اور کچھ نے نہیں پڑھی تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو گیا اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب کے سب سخت گناہ گار ہوں گے۔

Ahmad\Fiqh.jpg not found.

واجب:

واجب کا کرنا بھی ہر ایک کے لیے ضروری ہے، جو شخص بغیر عذر کے معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دے گا، وہ گناہ گار ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص اس کو اللہ کا حکم نہ مانے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے، جیسے جمعہ کی نماز فرض ہے اور عید کی نماز واجب۔ اگر کوئی شخص نماز جمعہ کو اللہ کا حکم نہ مانے

تو وہ کافر ہے۔ اور اگر کوئی عید کی نماز کو اللہ کا حکم نہ سمجھے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن نہ پڑھنے والا سخت گناہ گار ہوگا۔ بعض علمائے کرام واجب اصطلاح کو نہیں مانتے۔ بلکہ ان کے نزدیک بعض واجب احکام، فرض ہیں اور بعض واجب احکام سنت مؤکدہ ہیں۔

سنت:

سنت وہ ہے جس کو پیارے رسول ﷺ نے کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) سنت مؤکدہ (۲) سنت غیر مؤکدہ

سنت مؤکدہ:

جس کام کو پیارے رسول ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ کرتے رہے ہوں یا آپ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی نہ چھوڑا ہو، وہ سنت مؤکدہ ہے۔ سنت مؤکدہ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے چھوڑے گا، وہ گناہ گار ہوگا۔ ہاں اگر کبھی اتفاق سے چھوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔

سنت غیر مؤکدہ:

وہ کام جس کو پیارے رسول ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر کیا ہو لیکن پابندی سے نہیں، بلکہ کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو، اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے کو عذاب نہ ہوگا۔

مستحب:

وہ کام جس کو پیارے رسول ﷺ نے پابندی سے نہ کیا ہو بلکہ کبھی کبھی کیا ہو۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور جو نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ مستحب کو اصطلاح میں ''نفل''اور''مندوب'' بھی کہتے ہیں۔

حرام:

جس کام سے بچنے کے لیے قرآن مجید اور حدیث میں صاف صاف حکم دیا گیا ہو، وہ حرام ہے۔ جو شخص حرام کو حرام نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ حرام کو حرام سمجھ کر، اس سے نہ بچنے والا سخت گناہ گار اور بدترین سزا کا مستحق ہے جیسے شراب، چوری، جھوٹ، غصب، بہتان۔ وغیرہ۔

مکروہ:

جس کام سے بچنے کی تاکید حدیث میں کی گئی ہو، اس کو''مکروہ'' کہتے ہیں۔ مکروہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی

مکروہ تحریمی:

وہ کام جس سے بچنا ضروری ہے۔ جو شخص بغیر کسی عذر کے ایسا کام کرے گا، وہ گناہگار ہوگا۔ اگر کوئی اس کو مکروہ نہ مانے تو اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ لیکن مسلمان کو چاہیے کہ ایسے کاموں سے بچے، جیسے کتے اور سوٴر وغیرہ کا جھوٹا۔

مکروہ تنزیہی:

وہ کام جس سے مسلمان کو بچنا چاہیے اور اس سے بچنے کا بہت ثواب ہے۔ اگر کوئی کرے تو گناہ بھی نہیں ہے لیکن پسندیدہ بھی نہیں۔ جیسے بلی کا جھوٹا وغیرہ

مباح:

وہ کام جس کے کرنے کا کوئی ثواب نہیں اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ جیسے بغیر شرط لگائے کوئی مقابلہ کرنا، کبڈی کھیلنا، فٹ بال کھیلنا وغیرہ۔

نجس:

جس پانی سے پاکی حاصل نہ ہو سکے، اس کو نجس کہتے ہیں۔

طاہر:

جو پانی پاک ہو اور اس سے پاکی حاصل کی جا سکے، اس کو طاہر کہتے ہیں۔

مشکوک:

جس پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں شک ہو، اس کو مشکوک کہتے ہیں۔ جیسے گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی۔

☆☆☆

مشق:

۱۔ جواب دیجیے:

(الف) فقہ کسے کہتے ہیں؟

(ب) فرض کی کتنی قسمیں ہیں؟

(ج) حدیث میں جس کام سے بچنے تاکید کی گئی ہے، اسے کیا کہتے ہیں؟

(د) نجس اور طاہر میں میں کیا فرق ہے؟

(ہ) مستحب کو اصطلاح میں اور کیا کہا جاتا ہے؟

۲۔ درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کیجیے:

فرض واجب سنت حرام مستحب

۳۔ درج ذیل اعمال کی فقہی حیثیت کیا ہے؟

مثلاً (۱) جنازہ کی نماز فرض کفایہ

(۲) پانچوں وقت کی نمازیں ....

(۳) جمعہ کی نماز ....

(۴) عیدین کی نماز ....

(۵) شراب ....

(۶) چوری ....

(۷) جھوٹ ....

(۸) کتے اور خنزیر (سور) کا جھوٹا ....

(۹) فٹ بال کھیلنا ....

(۱۰) بلی کا جھوٹا کھانا ....

۴۔ نیچے کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور صحیح جملے پر ( ) اور غلط پر ( ) کا نشان لگائیے:

(الف) جس پانی کے پاک اور ناپاک ہونے میں شک ہو، اس کو نجس کہتے ہیں۔ ( )

(ب) اگر کوئی مکروہ تحریمی کو مکروہ نہ مانے تو اس کو کافر کہیں گے۔ ( )

(ج) جس کام کو ہیارے رسول ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ کرتے رہے ہوں یا آپ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہو، وہ سنت موکدہ ہے۔ ( )

(د) فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہو۔ ( )

(ہ) جو شخص حرام کام کو حرام نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ ( )

(و) فقہ جاننے والے عالم کو مفسر کہتے ہیں۔ ( )

☆☆☆

سبق (۲۰)

دعا

علامہ اقبالؒ

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا ! میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے
ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یا رب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
مرے اللہ ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اس رہ پہ چلانا مجھ کو

found.

ہدایات:

(الف) معلم صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ پڑھ کر سنائیں پھر باری باری طلبہ و طالبات کو بلند آواز سے پڑھنے کے لیے لگائیں۔

(ب) طلبہ و طالبات کو یہ دعا زبانی یاد کرائیں۔

(ج) اس بات کو یقینی بنائیں کہ سب کو سبق سمجھ میں آ گیا۔

(د) علامہ اقبالؒ کے بارے میں مختصر معلومات دیں۔

مشق:

ا۔جواب دیجیے:

ا۔اپنے الفاظ میں بتایئے کہ شاعر نے اللہ سے دعا میں کیا کیا مانگا ہے؟

۲۔آخری شعر کا مفہوم بیان کیجیے۔

۳۔ مندرجہ ذیل شعر کی تشریح کیجیے:

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

۲۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیے:

الفاظ	معنی
لب	....
تمنا	....
شمع	....
پروانہ	....
رب	....
حمایت	....
زینت	....

سبق (۲۱)

چند سورتیں

سورۃ الاعلیٰ ﴿۱﴾

[illegible]

ترجمہ:

(اے نبیؐ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی پھر اُن کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا ہم تمہیں پڑھوا دیں گے، پھر تم نہیں بھولو گے سوائے اُس کے جو اللہ چاہے، وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اُس کو بھی اور ہم تمہیں آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں لہٰذا تم نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کر لے گا اور اس سے گریز کریگا وہ انتہائی بد بخت جو بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیے گا فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

سورة الغاشية ﴿۲﴾

ترجمہ:

کیا تمہیں اُس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟ کچھ چہرے اُس روز خوف زدہ ہونگے سخت مشقت کر رہے ہونگے تھکے جاتے ہونگے، شدید آگ میں جھلس رہے ہونگے کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا اُن کے لیے نہ ہوگا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے کچھ چہرے اُس روز بارونق ہوں گے اپنی کار گزاری پر خوش ہونگے عالی مقام جنت میں ہوں گے کوئی بیہودہ بات وہاں نہ سنیں گے اُس میں چشمے رواں ہونگے اُس کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی ساغر رکھے ہوئے ہوں گے گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے (یہ لوگ نہیں مانتے) تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟ اچھا تو (اے نبیؐ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا اِن لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے پھر اِن کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

سورة الفجر ⟨۳⟩

ترجمہ:

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہو رہی ہو کیا اِس میں کسی صاحب عقل کے لیے کوئی قسم ہے؟ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا آخر کار تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب

گھات لگائے ہوئے ہے مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اُس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اُسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنا دیا اور جب وہ اُس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اُس کا رزق اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو ہرگز نہیں، جب زمین پے در پے کوٹ کوٹ کر ریگ زار بنا دی جائے گی اور تمہارا رب جلوہ فرما ہوگا اِس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے اور جہنم اُس روز سامنے لے آئی جائے گی، اُس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت اُس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا! پھر اُس دن اللہ جو عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں (دوسری طرف ارشاد ہوگا) اے نفس مطمئن! چل اپنے رب کی طرف، اِس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

سورة البلد ﴿۴﴾

ترجمہ:

نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اِس شہر کی اور حال یہ ہے کہ (اے نبیؐ) اِس شہر میں تم کو حلال کرلیا گیا ہے اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے کیا اُس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُس پر کوئی قابو نہ پاسکے گا؟ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اُس کو نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے؟ اور دونوں نمایاں راستے اُسے (نہیں) دکھا دیے؟ مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہ کی اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا پھر (اس کے ساتھ یہ کہ) آدمی اُن لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا پر) رحم کی تلقین کی یہ لوگ ہیں دائیں بازو والے اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی

سورة الشمش〈۵〉

[illegible]

ترجمہ:

سورج اور اُس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جبکہ وہ اُس کے پیچھے آتا ہے اور دن کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے اور آسمان کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے قائم کیا

اور زمین کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے بچھایا اور نفس انسانی کی اور اُس ذات کی قسم جس نے اُسے ہموار کیا پھر اُس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو دبا دیا ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا جب اُس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بھپر کر اٹھا تو اللہ کے رسول نے اُن لوگوں سے کہا کہ خبردار، اللہ کی اونٹنی کو (ہاتھ نہ لگانا) اور اُس کے پانی پینے (میں مانع نہ ہونا) مگر انہوں نے اُس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا آخر کار اُن کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی کہ ایک ساتھ سب کو پیوند خاک کر دیا اور اسے (اپنے اس فعل کے) کسی برے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہے۔

سورة الليل〈٦〉

ترجمہ:

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو اور اُس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا در حقیقت تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی

برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے اور اُس کا مال آخر اُس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟ بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے اور در حقیقت آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں پس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے اُس میں نہیں جھلسے گا مگر وہ انتہائی بد بخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور اُس سے دور رکھا جائیگا وہ نہایت پرہیزگار جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اُسے دینا ہو وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے اور ضرور وہ (اُس سے) خوش ہوگا۔

سورۃ الضحیٰ ⟨۷⟩

ترجمہ:

قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے (اے نبیؐ) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا اور یقیناً تمہارے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی اور تمہیں نادار پایا اور پھر مالدار کر دیا لہٰذا یتیم پر سختی نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو

سورۃ الم نشرح ⟨۸⟩

[illegible]

ترجمہ:

(اے نبیؐ) کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟ اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ اور اپنے رب ہی کی طرف راغب ہو۔

سورۃ التین〈۹〉

[illegible]

ترجمہ:

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اِس پرامن شہر (مکہ) کی ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اُسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے پس (اے نبیؐ) اس کے بعد کون جزا و سزا کے معاملہ میں تم کو جھٹلا سکتا ہے؟ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

سورۃ العلق〈۱۰〉

[illegible]

ترجمہ:

پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا ہرگز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے اِس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے تم نے دیکھا اُس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (وہ بندہ) راہ راست پر ہو یا پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ ہرگز نہیں، اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے کھینچیں گے اُس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے وہ بلا لے اپنے حامیوں کی ٹولی کو ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے ہرگز نہیں، اُس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قرب حاصل کرو

تمت بالخیر